روزہ کے اسرار و رموز

مع

نمازِ تراویح ۲۰ رکعت سُنّت ہے

ڈاکٹر مُفتی مُحمّد اشرف آصف جلالی

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز (رجسٹرڈ)
5-6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
042-37115771-2, 0321-9407699

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزے کے اسرار و رموز

مع

نمازِ تراویح ۲۰ رکعت سنت ہے

ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز، کتب ناشر، سی ڈی شنر
5-6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
042-37115771-2, 0321-9407699

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	روزہ کے اسرار ورموز مع نماز تراویح بیس رکعت سنت ہے
ازقلم	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی
بااہتمام	شیخ محمد سرور اویسی، محمد آصف علی جلالی
ایڈیشن پنجم	26 جولائی 2010ء
تعداد	1100
صفحات	64
ہدیہ	40 روپے

ملنے کے پتے

جلالیہ و صراط مستقیم پبلی کیشنز گجرات
مکتبہ قادریہ رضویہ لاہور / مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور
جامعہ جلالیہ رضویہ لاہور / کرمانوالہ بک شاپ لاہور
مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / رضا بک شاپ گجرات
مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / دارالنور لاہور
جامعہ محمدیہ رضویہ بھکھی شریف۔ منڈی بہاوالدین
مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ / مکتبہ غوثیہ کراچی

صراط مستقیم پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	صوم کے لغوی تعریف	6
2	صوم کی اصطلاحی تعریف	7
3	روزے کی فرضیت	8
4	روزہ تعلق باللہ کا قوی ذریعہ	11
5	اخلاص	14
6	ایمان بالغیب	15
7	رب تعالیٰ اور روزہ	16
8	الصوم لی کی وجوہات	17
9	ظاہری زندگی اور اسکا نکھار	20
10	حقیقی زندگی کا جوبن	38
11	عقل کا مطالبہ	31
12	فقراء کی حالت کا ادراک	32

Marfat.com

33	فقراء وغرباء کے ساتھ یکجہتی	13
35	محاسن اخلاق کا گلشن	14
36	روزہ ڈسپلن کی عملی شکل	15
37	انداز فرضیت میں حکمتیں اور شفقتیں	16
37	دن کے وقت روزہ فرض کرنے کی حکمت	17
45	سوالات وجوابات	18
52	نماز تراویح ۲۰ رکعت سنت ہے	19
52	تراویح	20
53	سرور کائنات ﷺ کی نماز تراویح	21
54	۲۰ رکعت تراویح پر صحابہ رضی اللہ عنہ کا اتفاق	22
58	۲۰ رکعت تراویح دوہری سنت ہے	23
58	ایک نہایت کمزور استدلال	24
61	آٹھ رکعت تراویح کی کل عمر ۱۲۹ برس ہے	25

Marfat.com

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اخْتُصَّ بِالْخُلُقِ الْعَظِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ قَامُوْا بِتَائِیْدِ الدِّیْنِ الْقَوِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ واتم برھانہ کی حمد وثناء اور حضور سرورِ کائنات، مفخرِ موجودات، زینتِ بزمِ کائنات، دستگیرِ جہاں، غمگسارِ زماں سید سروراں، حامیِ بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جنابِ محمدِ مصطفیٰ ﷺ کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد:

Marfat.com

وارثانِ منبر ومحراب، اربابِ فکر ودانش، اصحابِ محبت ومودّت، حاملینِ عقیدۂ اہلِ سنت نہایت ہی معزز ومحتشم حضرات وخواتین!

ربِ ذوالجلال کے فضل اورتوفیق سے ہمیں ادارہ صراطِ مستقیم کی طرف سے منعقد کئے جانے والے فہمِ دین کورس کے تیسرے پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ جس میں آج ہماراموضوع ہے:

روزہ کے اسرار ورموز

میری دعا ہے کہ رب ذوالجلال ہم سب کوقرآن وسنت کا فہم عطافرمائے اور خالق کائنات جل جلالہ ہم سب کوقرآن وسنت کے ابلاغ وتبلیغ اوراس پرعمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔

یقیناً یہ بہت بڑی سعادت ہے کہ ہم ماہِ رمضان المبارک میں اور حالتِ روزہ میں، روزہ سے متعلق دینِ متین کی حکمتیں بیان کرنے والے اور سننے والے ہیں۔ ایسے میں جواس موضوع کی چاشنی اورحلاوت ہمیں محسوس ہوگی تو وہ اس وقت موسم اوراس مہینے کے حالات کی خصوصی مناسبت ہے کہ جورمضان المبارک کے روزہ کی فضیلت ہے اوراس کی جوحکمتیں ہیں، اس کے جواسرار ورموز ہیں، ہم سنیں گے اورساتھ اپنی حالت روزہ کوسامنے رکھتے ہوئے اپنے باطن دل اورخیالات پر اس کومنطبق کریں گے کہ کیاواقعی ہمیں یہ چیزیں محسوس ہوتی ہیں اورہمارے لئے ان کے نتائج کس طرح کے ہیں۔

سب سے پہلے قرآن مجید برہان رشید کی آیت کریمہ جو میں نے تمہارے سامنے تلاوت کی، یہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 183 ہے۔ خالق کائنات کا فرمان ہے:

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

"اے ایمان والو!

کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ

تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔

کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ

جس طرح تم سے پہلوں پر فرض کئے گئے تھے۔

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

تاکہ تمہیں پرہیزگاری حاصل ہو۔"

اس میں عربی زبان کا لفظ صیام یا صوم۔ اس کا لغوی معنیٰ اور اصطلاحی معنیٰ بیان کرتے ہوئے اپنے درس کو شروع کرتے ہیں۔

صوم کی لغوی تعریف

لغت میں صوم کا مطلب یہ ہوتا ہے:

اَلْاِمْسَاکُ وَالْکَفُّ عَنِ الشَّیْءِ

"کسی شے سے رک جانا، کسی شے سے باز رہنا۔"

جس طرح کہ قرآن مجید برہان رشید میں حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ موجود ہے کہ جب وہ قوم کی طرف آئیں تو ان کے پاس ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ

Marfat.com

علیہ السلام موجود تھے اور انہیں خدشہ تھا کہ لوگ مجھ پہ تنقید کریں گے تو خالق کائنات جل جلالہٗ نے ان سے کہا:

قُوْلِی

''جب لوگ تم سے پوچھیں تو تم کہہ دینا

اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا

میں نے اللہ کے لئے روزے کی نذر مانی ہے

فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا (مریم: ۲٦)

تو میں کسی آدمی سے گفتگو نہیں کروں گی۔''

جو بھی تجھ سے پوچھے کہ بغیر شادی کے یہ بچہ کیسے پیدا ہوا تو تم اس سے کہہ دینا کہ میں نے رحمٰن کے لئے روزے کی نذر مانی ہے۔ لہٰذا میں کسی سے گفتگو نہیں کروں گی۔

اب یہاں پر بات کرنے سے رکنا اور جواب نہ دینا، اس کو صوم کہا گیا۔ تو یہ لغت میں صوم کا معنیٰ ہے کہ کسی چیز سے باز رہنا اور رک جانا، خواہ کوئی چیز ہو، کوئی امر ہو، اس کے لحاظ سے لفظ صوم کو استعمال کیا گیا ہے۔

اس کے لحاظ سے شرعی اصطلاح کے اندر جب ہم یہ لفظ بولتے ہیں تو اس کا خاص مفہوم ہوتا ہے:

صوم کی اصطلاحی تعریف

صوم کیا ہے؟

اَلْاِمْسَاكُ نَهَاراً عَنِ الْمُفَطِّرَاتِ بِنِيَّةٍ مِّنْ اَهْلِهٖ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلٰى غُرُوْبِ

الشَّمْسِ (الباب: ۱۶۳/۱)

شریعت میں روزہ سے مراد یہ ہے کہ دن کے وقت ایسی تمام چیزوں سے باز رہنا جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہ باز رہنا نیت کی وجہ سے ہو اور اس کا وقت طلوع فجر سے لے کر غروبِ آفتاب تک ہے اور نیت اس کی طرف سے ہو کہ جو نیت کا اہل ہے، ایسی حیثیت کو روزہ کہا جائے گا۔

اس میں پہلے تو اجتناب ہے یعنی کھانے سے، پینے سے، اور جماع سے اجتناب اور اس کے ساتھ یہ بات ہے کہ نیت ہو اور پھر نیت طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک اس میں امساک پایا جائے اور ان چیزوں سے بندہ پوری طرح بچ کے رہے کہ جن کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور نیت میں اہلیت بھی شرط ہے کہ اگر کوئی کافر اس وقت میں نیت کے ساتھ کھانے پینے سے اجتناب کرے گا تو اس کو روزہ نہیں کہیں گے۔ اس واسطے کہ وہ نیت کا اہل ہی نہیں۔ ایسے ہی حائض عورت یا نفاس والی عورت طلوع صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک نیت کیساتھ اجتناب کرتی ہے، تو اس کو روزہ نہیں کہیں گے۔ اس واسطے کہ وہ اس نیت کی اہل نہیں ہے۔ اس میں نیت شرط ہے کہ نیت ضرور ہو مگر اس کی نیت ہو، جس میں نیت کی اہلیت موجود ہے۔

روزے کی فرضیت

اس امت پر روزے کی فرضیت ۲ ہجری ۱۰ شعبان المعظم میں ہوئی اور اس کے مطابق سید عالم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ رمضان المبارک کے مہینوں کے

Marfat.com

روزے فرضیت کے بعد رکھے،اس کے بعد آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا۔

قرآن مجید برہان رشید میں روزے کا تذکرہ خالق کائنات جل جلالہٗ نے مختلف طرق سے کیا ہے ایک تو یہی آیت کریمہ جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی جس میں روزے کی فرضیت کا ذکر ہے اور اس کے بعد سورۂ احزاب میں خالق کائنات جل جلالہٗ نے آیت نمبر ۳۵ میں جہاں مختلف اوصاف کے حامل مرد اور خواتین کا ذکر کیا اور ان کے لئے اجر عظیم کا اعلان فرمایا:

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا

''ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم کو تیار کیا ہے۔''

اس مقام پر بھی رب ذوالجلال نے جن شان والے مردوں اور شان والی عورتوں کا تذکرہ کیا تو اس میں یہ فرمایا:

وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ (الاحزاب: ۳۵)

''وہ مرد جو روزے رکھتے ہیں اور وہ عورتیں جو روزے رکھتی ہیں۔''

یہ وہ مرد و خواتین ہیں کہ جن کے لئے اللہ نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے اور خالق کائنات جل جلالہ نے ان کے لئے مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔

آیت نمبر 3

قرآن مجید برہان رشید میں جہاں اہل جنت کا ذکر ہے۔ وہ لوگ کہ جن کو ان کے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے تو وہاں پر خالق کائنات جل جلالہٗ کا ارشاد ہے:

Marfat.com

فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ

"وہ بندے پسندیدہ زندگی میں ہوں گے۔

فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ

اونچی جنت میں ہوں گے۔

قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ

جس کے گچھے جھکے ہوئے ہوں گے۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ

سورۃ الحاقۃ : ۲۱ تا ۲۴

(اس وقت ان کو یہ کہا جائے گا کہ) تم کھاؤ، پیو خوشی کے ساتھ۔ اس کی وجہ سے کہ جو تم نے دنیا میں روزے رکھے تھے۔

بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ

یہاں پر ایام خالیہ سے مراد کون سے دن ہیں، حضرت وکیع رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے مطابق ایام خالیہ ان دنوں کو کہا گیا ہے جن دنوں میں ایک بندہ دنیا میں روزے رکھے گا ان دنوں کا حوالہ دے کر جنتیوں سے فرشتے کہیں گے کہ جو تم نے دنیا میں روزہ رکھا تھا، کچھ وقت تو نے کھانے پینے کے بغیر گزارا تھا تو آج اس کے بدلے میں رب ذوالجلال تجھے جنت میں یہ نعمتیں عطا فرما رہا ہے۔

آیت نمبر 4

قرآن مجید برہان رشید میں خالق کائنات جل جلالہ نے کچھ مردوں کے

Marfat.com

اوصاف بیان کرتے ہوئے یہ فرمایا:

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ (التوبۃ: ۱۱۲)

''توبہ کرنے والے،عبادت کرنے والے،حمد کرنے والے،روزہ رکھنے والے۔''

تو یہ یہاں پر جو لفظ سائحون ہے اس کا معنیٰ صائمین (روزے دار) ہے۔تو اس طرح قرآن مجید برہان رشید کے اندر مختلف طریق سے ،یعنی مختلف الفاظ میں خالق کائنات جل جلالہٗ نے اس عظیم عبادت کا تذکرہ فرمایا ہے۔

روزہ کے اسرار ورموز، حکمتیں اور فوائد

روزے کے اسرار ورموز،اس کی حکمتیں اور اس کے جو مقاصد ہیں ان کو اگر ہم سامنے رکھیں تو پورا جہان ایسے فوائد سے بھرا ہوا ہے کہ جو رب ذوالجلال نے اس اہم عبادت میں ہمارے لئے رکھے ہیں۔

اس کا سب سے پہلا فائدہ اور سب سے بڑا فائدہ وہی ہے جس کو رب ذوالجلال نے لعلکم تتقون سے بیان کیا کہ تم پر روزہ اس لئے فرض کیا گیا ہے کہ تمہیں پرہیزگاری حاصل ہو جائے اور تم پارسا بن جاؤ۔

اس طویل گفتگو کو مختلف حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے ہم روزے کی سب سے پہلی اور بڑی حکمت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

حکمت نمبر 1 روزہ تعلق باللہ کا قوی ذریعہ

روزہ تعلق باللہ کا ایک قوی ذریعہ ہے۔بندے کا جو اپنے رب سے تعلق ہے اس تعلق کو مضبوط کرنے کا بہترین ذریعہ روزہ ہے۔

Marfat.com

ایک انسان کا جو اپنے خالق کے ساتھ تعلق ہے اس تعلق کی جو روح ہے، وہ روزہ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ رب کو اخلاص بڑا پسند ہے تین چیزیں ہیں کہ بندے کا جو اپنے رب کے ساتھ تعلق ہے اس کے اندر انکا بنیادی کردار ہے یہ تین چیزیں یہ ہیں:

نمبر 1 اخلاص ہے۔

نمبر 2 ایمان بالغیب ہے۔

نمبر 3 امانت ہے۔

یہ تینوں چیزیں روزے کے اندر پائی جاتی ہیں۔

نمبر 1 اخلاص

اب جس وقت ایک انسان نے روزہ رکھا ہوا ہے تو باقی تمام عبادات کے مقابلے میں روزے کے اندر اخلاص کے زیادہ مواقع ہیں۔ چونکہ باقی عبادات ایسی ہیں کہ ان کے ادا کرتے وقت بندہ نظر آتا ہے کہ فلاں بندگی کر رہا ہے۔ اگر چہ اس کا اپنا دل نہ بھی ہو کہ مجھے کوئی دیکھے لیکن پھر بھی اس کو دیکھا جا سکتا ہے۔

جس وقت وہ نماز پڑھتا ہے تو نماز کا ایک ڈھانچہ ہے۔ ایک حیثیت ہے کہ جس میں وہ ہوگا تو دیکھنے والے کو نظر آئے گا۔

زکوٰۃ دیتا ہوا وہ نظر آسکتا ہے۔ مگر روزہ ایک ایسی چیز ہے کہ جب بندہ حالتِ روزہ میں ہو تو کوئی بندہ کسی بندے کے ساتھ حالتِ روزہ کو نہیں دیکھ سکتا۔

یہ ایسی صورتحال ہے کہ جس میں بہت زیادہ خلوص پایا جاتا ہے تو اس بنیاد پر رب ذوالجلال کے ساتھ جو بندے کا تعلق ہے۔ اس کو خلوص سے پانی ملتا ہے اور

Marfat.com

خلوص سے وہ تعلق استوار ہوتا ہے تو یہ حالت روزہ ہے کہ جس میں یہ صفت بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔

نمبر 2 ایمان بالغیب

دوسرے نمبر پر بندۂ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ ایمان بالغیب رکھتا ہے تو اب عملاً ایک انسان جو بند کوٹھری میں بیٹھا ہے۔ اسے نہ دوست دیکھ رہے ہیں، نہ رشتہ دار دیکھ رہے ہیں اور کھانے پینے والی چیزیں سامنے موجود ہیں لیکن اس کے باوجود وہ کھانے پینے سے رکا ہوا ہے۔ اسے شدید بھوک بھی ہے، پیاس بھی ہے مگر پھر بھی نہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے۔ عملاً اس بات کا ثبوت دے رہا ہے کہ میں تو رب کو نہیں دیکھ رہا مگر میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے۔

ایمان بالغیب کو بڑی شان کے طور پر سورۂ البقرہ کے آغاز میں متقی لوگوں کی صفت کے طور پر بیان کیا گیا تو حالت روزہ ایمان بالغیب کی عملاً ایک شکل ہے کہ ایک بندہ ظاہر کر رہا ہے کہ واقعی میں بغیر دیکھے بھی رب کو موجود سمجھتا ہوں اور میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے اور میں اس سے اپنے آپ کو چھپا نہیں سکتا۔ اگرچہ میں ساری آنکھوں سے چھپ جاؤں مگر اپنے رب سے نہیں چھپ سکتا تو اس بندگی میں بندہ ایمان بالغیب کا عملاً ثبوت پیش کر رہا ہے۔ لہٰذا اس سے بھی اس کا اپنے مولا کے ساتھ تعلق مضبوط ہوتا ہے۔

نمبر 3 امانت

تیسرے نمبر پر امانت پورے دین کے اندر پھیلا ہوا ایک مفہوم ہے تو حالت

Marfat.com

روزہ میں ایک انسان پوری طرح امانت داری کا عملاً ثبوت دے رہا ہے۔ اگر خیانت کرنا چاہے تو اس کے پاس کتنے مواقع ہیں۔ کہیں چھپ کر کھالے، کسی سے اوجھل ہو کے کھائے اور کوئی چیز بھی جو مفطرات صوم سے ہے اس کو استعمال کرلے لیکن جب وہ ایسا نہیں کرتا تو عملاً اس نے اپنے آپ کو امانت کا علمبردار بنایا ہوا ہے کہ میرے پاس جو رب ذوالجلال کی دی ہوئی روزے کی سوغات ہے، میں اس میں خیانت نہیں ہونے دوں گا اور اس کے اندر امانت رکھوں گا تو یہ تین چیزیں جو رب ذوالجلال کو بڑی پسند ہیں۔ ان تینوں چیزوں کی تجسیم اور عملی شکل حالت روزہ میں بندہ کو محسوس ہوتی ہے اور اسے اس بات کی لذت آتی ہے۔ اس واسطے جب وقت افطار ہوتا ہے تو اس کو ایک خوشی محسوس ہوتی ہے اور اسے اس بات کی لذت آتی ہے کہ میں نے آج کا سارا دن اپنے رب کے کہنے پر گزارا ہے حالانکہ مجھے کسی نے باندھا نہیں تھا، کسی نے جکڑا نہیں تھا۔ میں نے اپنی خوشی سے محض اللہ کو راضی کرنے کے لئے یہ کام کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ

مشکوٰۃ: ۱۷۳

روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک تو وہ خوشی کہ جب بندہ وقت معین پر روزہ افطار کرتا ہے (کہ میں کتنا اچھا ہوں کہ میں نے اپنے رب کے کہنے پر پابندی کی ہے) اور دوسری وہ خوشی کہ جب جنت الفردوس میں اس روزے کے نتیجے کے طور پر

Marfat.com

بندے کو اپنے رب کا دیدار میسر آئے گا۔

تعلق باللہ کے لحاظ سے اس بات کو اگر ہم اچھی طرح سمجھنا چاہیں تو سید عالم ﷺ کا فرمان بخاری شریف میں بھی ہے اور مسلم شریف میں بھی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے جو حدیث نبوی اور حدیث قدسی بھی ہے۔ محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اللہ کا فرمان ہے:

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ

''بندے کا ہر نیک عمل اس کو اللہ کے ہاں کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

وہ ایک روپیہ دے تو دس بنا دیئے جاتے ہیں، سو بنا دیئے جاتے ہیں، سات سو بنا دیئے جاتے ہیں۔

اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ

ایک نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہے۔

ایک نیکی دس تک بڑھا دی جاتی ہے۔ اپنی مثل دس کر دی جاتی ہے یعنی گیارہ بن جاتی ہیں اور یہاں دس سے لے کر سات سو تک اور سات سو بھی آخری حد نہیں۔ اس سے بھی آگے نیکی کو بڑھا دیا جاتا ہے۔ مگر روزہ کے بارے میں ربِ ذوالجلال فرماتا ہے اسے محض اتنا نہ سمجھو کہ جتنا دوسری نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ فرمایا:

اِلَّا الصَّوْمُ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ

مشکوٰۃ: ۱۷۳

روزے کا کیا کہنا روزہ تو میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں آپ دینے والا ہوں۔

Marfat.com

رب تعالیٰ اور روزہ

اب یہاں سے یہ سمجھئے کہ روزے کی وجہ سے ایک بندے کا تعلق اللہ سے کتنا مضبوط ہوتا ہے۔ ساری عبادتیں اس کے لئے ہیں۔ ہم نماز بھی اس کے لئے پڑھتے ہیں، صدقہ بھی اس کے لئے دیتے، زکوٰۃ بھی اسی کی رضا کے لئے، حج بھی اسی کے لئے، جہاد بھی اسی کے لئے، تبلیغ بھی اسی کے لئے ہے، لیکن وہ کہتا ہے:

اِلَّا الصَّوْمُ

"مگر روزہ

فَاِنَّهٗ لِیْ

وہ میرے لئے ہے

وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ

اور اس کی جزا میں دیتا ہوں۔"

حالانکہ سجدوں کی جزا بھی وہی دیتا ہے اور حج کی جزا بھی وہی دیتا ہے، ہر اچھے کام کی جزا وہی دیتا ہے لیکن اس نے بطور خاص روزے کو اپنی طرف منسوب کیا تو جب روزہ رب کی طرف ساری عبادتوں میں سے منفرد طریقے سے منسوب ہوا تو پھر روزہ جس روزے دار کے ساتھ قائم ہے۔ وہ اس بندے کو بھی اپنے رب کی ذات کے ساتھ متعلق بنا دے گا۔

اَلصَّوْمُ لِیْ کی پہلی وجہ

یہ تعلق باللہ کا بڑا جاندار ذریعہ ہے اور اس کے اندر بڑی حکمتیں ہیں۔ اب

Marfat.com

دیکھو جب رب ذوالجلال نے یہ فرمادیا کہ روزہ میرے لئے ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے بھی معبودان باطلہ ہیں ان میں سے کسی کے لئے روزہ نہیں رکھا گیا باقی ساری عبادتیں ان جھوٹوں کے لئے جھوٹوں نے کیں۔ مثلاً بتوں کو لوگ سجدے کرتے رہے بتوں کے نام پر لوگ نیازیں ان کے سامنے پیش کرتے رہے۔ بتوں کے گرد چکر لگا کے لوگ طواف کرتے رہے۔ مگر روزہ کبھی بھی معبود باطل کے لئے نہیں رکھا گیا۔ روزہ ہر دور میں خدا کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس واسطے اللہ نے اس کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اگرچہ کچھ باطل مذہبوں میں روزے کا تصور ہے وہ بھی روزہ رکھتے ہیں۔ بدھ مت ہے یا ہندومت ہے ان کے اندر بھی کچھ وقت ایسا گزارا جاتا ہے مگر وہ ان کے نزدیک کسی معبود کی رضا کے لئے نہیں ہوتا وہ اپنے طور پر اپنے آپ کو شہوت سے دور رکھنے کے لئے یا ان کا جو اپنے باطن کی صفائی کا نظریہ ہے، اس کے لحاظ پر ایسا کرتے ہیں۔ وہ کسی معبود کی خوشنودی کے لئے روزہ نہیں رکھتے تو روزے کا یہ امتیاز باقی رہا کہ روزہ جب بھی رکھا گیا ہے، صرف اللہ کے لئے رکھا گیا ہے۔ تو اللہ نے فرمایا، یہ میرا ہے، میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں آپ عطا فرماتا ہوں۔

اَلصَّوْمُ لِیْ کی دُوسری وجہ

ایسے ہی نہ کھانا اور نہ پینا اللہ کی صفات ہیں تو بندے نے کچھ وقت یہ کوشش کی کہ میری بھی میرے رب سے مناسبت پیدا ہو جائے، جب میرا رب نہیں کھاتا پیتا تو میں بھی کچھ وقت ایسے گزاروں۔ اگرچہ بندہ محتاج ہے کھانے پینے کے بغیر

Marfat.com

زندہ نہیں رہ سکتا، لیکن پھر بھی اس نے کچھ اپنے رب کے ساتھ مناسبت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے تو اس وجہ سے روزہ تعلق باللہ کا ایک حسین اسلوب ہے۔

ایک تو ہمیشہ یہ روزہ صرف خدا کے لئے رکھا گیا اور دوسرا اس میں بندہ اپنے رب کے ساتھ مناسبت قائم کر رہا ہے اور کچھ وقت نہ کھا کے نہ پی کے اس نے اپنے اندر اپنے رب کی صفت کی جھلک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے اس کا اپنے رب کے ساتھ تعلق مضبوط ہو گیا ہے۔

الصَّوْمُ لِیْ کی تیسری وجہ

اسی پہلی حکمت کے اندر ہم جو حدیث کی حکمتیں بیان کر رہے ہے تو اللہ نے جو روزے کو اپنی طرف منسوب کیا تو اس کا تیسرا سبب یہ ہے کہ اللہ نے اس کے شرف کو ظاہر کرنے کے لئے اسے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

مثال کے طور پر پوری زمین اللہ کی ہے ہر گھر اللہ کا ہے لیکن ہر گھر کو بیت اللہ نہیں کہا جاتا۔ وہ خاص گھر ہے کہ جس کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے۔ بیت اللہ خاص گھر کو کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا جو اللہ کے ساتھ تعلق ہے اللہ تعالی اس تعلق اور اس شرافت کو ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ باقی دنیا کے گھروں پر میرا وہ کرم نہیں ہے جو میری رحمت اس گھر پر برستی ہے تو خالق کائنات جل جلالہ نے جیسے اس مقام پر نسبت تشریف کی ہے، اس گھر کو شرف دینے کے لئے اپنی طرف منسوب کرلیا ہے۔

ایسے ہی اگر چہ ہر عبادت اللہ کے لئے ہے مگر اس نے تمام عبادتوں میں سے روزے کو بطور خاص اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ یہ میرا ہے اور میں اس کی جزا دینے

Marfat.com

والا ہوں تا کہ پتا چل جائے کہ جتنے انوار وتجلیات روزے کے سبب بندے کو ملتے ہیں اوراس کی وجہ سے جتنا بندے کا اپنے مولا کے ساتھ تعلق مضبوط ہوتا ہے، یہ روزے کی ایک منفرد شان ہے۔

اَلصَّوْمُ لِیْ کی چوتھی وجہ:۔

بے ریا عمل رب ذوالجلال کو بہت زیادہ پسند ہے اور روزہ میں بالکل ریا نہیں ہے باقی تمام عبادات کا کوئی نہ کوئی ڈھانچہ ہے اس عبادت کا کوئی ڈھانچہ نہیں جس سے دیکھنے والے کو پتہ لگے کہ روزہ ادا کیا جارہا ہے۔تو روزہ ایک سرّ ہے جسکو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اسلیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزہ میرے لیے ہے۔

ملا علی قاری کہتے ہیں کوئی کہے انا صائم (میں روزہ دار ہوں) یہ جملہ بھی حقیقت روزہ پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ ہوسکتا ہے وہ جھوٹ بول رہا ہو۔مرقات ۴/۲۳۲

ایسے ہی اس حدیث شریف کے اندر جس وقت یہ کہا جارہا ہے کہ یہ میرا ہے اور جزا میں ہی دیتا ہوں تواس کا مطلب یہ ہے کہ اگر چہ نماز کی جزا بھی اللہ ہی دیتا ہے لیکن یہ اللہ کی طرف سے واضح کر دیا گیا کہ نماز کی جزا فرشتوں کولکھوادی جاتی ہے کہ فلاں نے اتنے خشوع سے نماز پڑھی، اس کو ہزار نیکی دے دو، فلاں نے اس سے بڑھ کر پڑھی اس کا دل پوری طرح حاضر رہا اور وہ لفظ ومعنیٰ کے اندر ڈوب کے اللہ کی بارگاہ میں اپنی عبادت کو پیش کرتا رہا تو اس کو دو ہزار نیکیاں دے دو۔

یہ رب ذوالجلال کی طرف سے فرشتوں کولکھوایا جاتا ہے لیکن رب فرماتا ہے کہ روزے پر جو نیکی ملتی ہے اور جو اجر وثواب ملتا ہے اسے کوئی فرشتہ نہیں جانتا اس کو

میں ہی جانتا ہوں، میں بتاؤں کہ کس عدد کی ضرورت ہے تب فرشتوں کو پتہ چلے گا کہ اس کا ثواب اتنا ہے، اتنا ہے، اور روزہ ایسا ہے کہ جس کے ثواب کو کوئی عدد شمار ہی نہیں کر سکتا۔

اس واسطے خالق کائنات جل جلالہ نے فرمایا: یہ میرا ہے اور اس کی جزا میں دیتا ہوں تو ان حکمتوں کے پیش نظر اس حدیث شریف سے ہم نے اس نسبت کو اخذ کر لیا کہ روزہ وہ عبادت ہے جو تعلق باللہ کا بڑا حسین ذریعہ ہے اور جس کی وجہ سب سے بڑی جو ضرورت ہے کہ بندے کا اس کے رب سے رشتہ مضبوط ہو اور تعلق مضبوط ہوتا جائے۔ روزہ یہ کام بندے کے لئے آسان کرتا ہے اور بندے کو اپنے رب کے دربار میں بندگی کے لحاظ سے منفرد مقام عطا فرماتا ہے۔

حکمت نمبر 2 ظاہری زندگی اور اس کا نکھار

روزے کی دوسری حکمت یہ ہے کہ اس سے ظاہری زندگی بھی ہے اور زندگی کا نکھار بھی ہے۔ اللہ کے ساتھ تعلق کے بعد انسان کو زندہ رہنے کے لئے زندگی کی ضرورت ہے اور زندگی ایسے ہی نہیں، صحتمند زندگی کی ضرورت ہے۔ نکھار اور بہار والی زندگی کی ضرورت ہے تو روزہ کا فائدہ یہ ہے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ یہ بندے کو طبی طور پر نکھار عطا کرتا ہے اور جس کی وجہ سے بندے کی زندگی برقرار بھی رہتی ہے اور زندگی میں بہار بھی آتی ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اس کو ابن سنی نے اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ میرے محبوب علیہ السلام کا فرمان ہے۔

Marfat.com

صُوْمُوْا تَصِحُّوْا

''روزہ رکھو اور صحت پاؤ۔''

یہ حکم ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ روزہ رکھو اور تندرستی پاؤ۔

صُوْمُوْا تَصِحُّوْا

روزہ رکھو تم تندرست ہو جاؤ گے، تمہیں صحت ملے گی۔ اب اس صحت سے ظاہری بدن کی صحت مراد ہے کہ تم میڈیکلی طور پر اتنے موزوں ہو جاؤ گے کہ تمہارے بدن سے جو فاضل مادے ہیں ان کا خروج ہو جائے گا اور اس لحاظ سے تمہاری جو قوت انہضام ہے اس کے اندر موزونیت آجائے گی تو سید عالم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''تم روزہ رکھو، روزے کی وجہ سے تمہیں جسمانی طور پر صحت یسر آئے گی۔''

یہاں تک کہ اگر طب کے سارے اصولوں کو اکٹھا کر لیا جائے تو روزے کا ایک شعبہ بنتا ہے۔ قرطبی میں موجود ہے ایک بڑا ماہر حکیم تھا اور وہ نصرانی تھا، وہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ تمہارے قرآن میں طب کے بارے میں کچھ بھی نہیں ہے، حالانکہ علم کی دو ہی قسمیں ہیں:

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَدْیَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ

''علم دو ہیں ایک ادیان کا علم اور دوسرا ابدان کا علم۔''

تمہارے قرآن میں دین کا علم تو ہے لیکن اس میں علم ابدان یعنی طب کا علم نہیں ہے۔ اس واسطے ہم تمہارے قرآن کو اتنی جامع کتاب نہیں مانتے جتنا اس کو تم

Marfat.com

سمجھتے ہو، اس لئے کہ اس میں ایک قسم کا علم تو ہے یعنی آدھا علم ہے، آدھا نہیں ہے تو

امام زین العابدین فرمانے لگے:

تم میرے نانا جی کے سارے قرآن کی بات کرتے ہو۔ آؤ! میں تم پر واضح کرتا ہوں کہ پورا قرآن تو پورا قرآن رہا، قرآن مجید کا کوئی پارہ تو پارہ رہا، کوئی رکوع تو رکوع رہا، کوئی آیت مکمل تو اپنی جگہ رہی، میرے محبوب علیہ السلام کے قرآن کی نصف آیت میں اللہ نے پوری طب بھر دی ہے۔ اس نے کہا کیسے؟

تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا (سورۃ الاعراف: ۳۱)

"کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔"

اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ بغیر حاجت کے کھانا یعنی بھوک اچھی طرح نہیں لگی مگر کھانا کھا لیا ہے بغیر ضرورت کے کھانا اور دوسری یہ کہ پیٹ بھر کر کھا لینا اور پیٹ بھر کر پینا۔ فرمانے لگے۔ پوری آیت تو اپنی جگہ رہی نصف آیت میں ساری طب موجود ہے۔ اس نصرانی نے کہا:

یہ ٹھیک ہے میں مان گیا کہ تمہارے قرآن میں تو بہت زیادہ طب ہے اور واقعی نصف آیت جو ہے وہ سارے طبیبوں کے لئے کافی ہے اور سارے مریضوں کے لئے کافی ہے۔ اگر اس پر عمل کر لیں تو کسی کا کوئی مرض باقی نہیں رہے گا۔

اس واسطے کہ اصل میں معدہ ہی ساری بیماریوں کا مرکز ہے جب اس میں صحت ہو گی تو سارے بدن میں صحت ہو گی۔ پھر اس نے دوسرا سوال کر دیا کہنے لگا

Marfat.com

کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طب کے بارے میں کچھ بیان نہیں کیا۔

اس پر امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میرے محبوب علیہ السلام کے فرامین طب کے بارے میں بہت زیادہ ہیں میں تجھے صرف ایک فرمان ان میں سے سناتا ہوں اور وہ فرمان جس وقت سنایا۔ طبرانی میں اس سے ملتا جلتا مفہوم ہے اور میں جو سند کے لحاظ صحیح روایت ہے وہ پڑھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا مَلَأَ ابْنُ آدَمَ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنِهِ

''کسی برتن کو بھرنا اتنا برا نہیں جتنا پیٹ کے برتن کو بھر دینا برا کام ہے۔''

کسی چیز کو بھرنا اتنا قبیح نہیں اور کسی چیز کو لبالب بھر دینے میں اتنی قباحت نہیں ہے جتنا پیٹ کو پوری طرح بھرنے میں قباحت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

بِحَسْبِ لُقَيْمَاتٍ

''بندے کے لئے چند لقمے کافی ہیں۔''

يُقِمْنَ صُلْبَهُ

''جو اس کی پشت کو سیدھا رکھیں۔''

یعنی بندے کے پیٹ میں اتنی غذا ہونی چاہئے، جس سے اس کا نظامِ زندگی بحال رہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث جس وقت حضرت امام زین العابدین نے پیش کی تو وہ نصرانی کہنے لگا:

مَا تَرَكَ كِتَابُكُمْ وَلَا نَبِيُّكُمْ لِجَالِينُوْسَ شَيْئًا (قرطبی: ۱۷۲/۱/۴)

تمہارے قرآن نے اور تمہارے نبی ﷺ نے تو جالینوس کے لئے پیچھے کوئی طب چھوڑی ہی نہیں ہے۔"

ساری طب قرآن نے بھی بیان کردی ہے اور ساری طب تمہارے نبی ﷺ نے بھی بیان کردی ہے اور جالینوس کے لئے کوئی طب باقی نہیں رہ گئی۔ جس بات کو اس نصرانی نے بھی تسلیم کیا اور جس کو ساری طب کا مرکز قرار دیا گیا۔ وہ یہ ہے کہ انسان اپنے بدن کے لحاظ سے مناسب کھائے اور کچھ وقت اپنے معدہ کو خالی بھی رکھے اور اپنے آپ کو کھانے میں اصراف سے بچا کے رکھے۔ اسلام میں اس کا سالانہ کورس روزے کی شکل میں کروایا جاتا ہے۔ اس واسطے روزے کے لحاظ سے رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی ہماری اس دوسری حکمت کے لحاظ سے بڑا ہی مناسب ہے کہ محبوب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

خَیْرُ الدَّوَاءِ الْعَزْمُ

بہتر دوا بھوکا رہنا ہے۔

محاسن اسلام: ١٩

سب سے بہتر دوا یہ ہے اور سب سے بہتر علاج بندے کے لئے یہ ہے کہ اپنے شکم کو خالی رکھے کیونکہ بیماریاں بنتی تب ہیں جب وہ زیادہ کھاتا ہے اور اس کے بعد آگے سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک بادشاہ نے طبیب بھیجا تھا کہ جو صحابہ کرام بیمار ہو جائیں گے، یہ ان کا علاج کرے گا۔ وہ کافی طویل مدت رہا اور پھر کہنے لگا،

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دے دو میں واپس چلا جاؤں۔ مجھے تو بھیجا گیا تھا کہ تمہارے صحابہ کرامؓ کا علاج کروں گا اور اتنی دیر ہوگئی ان میں سے تو کوئی بیمار ہوا ہی نہیں۔ تو میں گھر جاتا ہوں۔

تو میرے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ بیمار نہیں ہوتے۔ اس واسطے کہ جب تک شدت سے بھوک نہ لگ جائے۔ اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے۔ اور جب کھاتے ہیں تو آدھی بھوک ابھی باقی ہوتی ہے کہ کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ اس واسطے ان کے ہاضمے بالکل صحیح ہیں۔

تو یہ جو صورتحال روزے میں ہمارے لئے لازم کی گئی ہے اس میں انسان کی حقیقی زندگی ہے۔ اس کے اندر زندگی کی قوت بھی ہے، نکھار بھی ہے اور بقا بھی ہے۔ لہٰذا طب کے لحاظ سے روزے کی یہ حکمت ہے کہ اس میں ہماری یہ زندگی بھی ہے اور زندگی کا نکھار بھی ہے۔

اس سلسلہ میں ہم ہی نہیں ایک یورپین کیتھولک ڈاکٹر جس کا نام جعفرائے ہے، اس نے اس کی تحقیق کرتے ہوئے یہ لکھا ہے:

روزہ کائنات میں ہر طرف ہے، حیوان بھی رکھتے ہیں، درخت بھی رکھتے ہیں اور جب پوری کائنات اپنی صحت کے لئے روزے ضرور اختیار کرتی ہے۔ حیوان بھی کچھ وقت ایسا گزارتے ہیں تو پھر انسان کو بھی صحت کے لئے روزہ رکھنا چاہئے۔

یعنی یہ اس کا اپنا سروے تھا۔ اس سلسلہ میں اس نے بڑی طویل بحث کے بعد اس بات کو ثابت کیا، کہتا ہے کہ:

Marfat.com

برفانی علاقوں میں کئی کئی مہینوں تک جانور غائب ہو جاتے ہیں اور ہمارے علاقوں میں بھی سانپ وغیرہ ایک وقت تک پوشیدہ ہوتے ہیں اور جن علاقوں میں برفباری ہوتی ہے وہاں تو کئی کئی ماہ تک کچھ پرندے بھی غاروں میں ہوتے ہیں۔ کچھ جانور بھی غاروں میں ہوتے ہیں اور وہ اس حالت کے اندر اپنا ایسا کورس مکمل کر رہے ہوتے ہیں جس کو انگلش میں Hibernition کہا جاتا ہے۔ یعنی سردی کی نیند ایک لمبا season وہ گزارتے ہیں۔ جب وہ وقت گزر جاتا ہے اس کے بعد جب وہ باہر نکلتے ہیں تو ان کی کھالیں چمک رہی ہوتی ہیں۔ پرندوں کے نئے پر آچکے ہوتے ہیں اور ان کو نئی تازگی ملی ہوئی ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنا روزے والا وقت گزار چکے ہوتے ہیں اور اس کے بعد ان کو صحت مل گئی ہے۔ یہ تم دیکھتے ہو کہ ایک وقت آتا ہے سانپ کی کھال بدل جاتی ہے اور سانپ اپنی جھلی کو بدلتا ہے تو وہ اس کا ایک روزے کا انداز ہے جس کی وجہ سے اس سے فاضل مادے باہر نکل گئے تو اس کو پھر چمکدار کھال مل گئی۔

ایسے ہی ہمارے لئے روزہ ہے۔ میرے محبوب علیہ السلام فرمانے لگے:

لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ وَزَكٰوةُ الْبَدَنِ الصَّوْمُ

اتحاف سادة المتقين: ۳۹۵/۷ دار الفکر

''ہر چیز کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔''

اب جب زکوٰۃ نکلتی ہے تو پیچھے چیز پاک ہو جاتی ہے۔ یہ وجہ ہے کہ عید کے دن روزے دار کے چہرے پر چودھویں کے چاند جیسی چمک آجاتی ہے۔ نکھار آجاتا

ہے کہ اس نے اپنی زکوٰۃ نکال دی ہے اور زکوٰۃ نکالنے کے لحاظ سے ظاہری طور پر اس کا بدن بالکل سلامت ہے۔

اس میں چمک آ گئی ہے اور اس کو یہ صورتحال میسر ہے۔ وہی صورتحال کہ جب برفباری ہوتی ہے۔ موسم خزاں ہوتا ہے تو درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اور پھر وہ وقت آتا ہے کہ نئے شگوفے نکلتے ہیں جو نازک خوشبو والے اور چمکدار ہوتے ہیں کہ جس سے زمانے میں بہار آتی ہے۔ یہ کیوں ایسا ہوا؟

اس واسطے کہ انہوں نے روزوں کا وقت گزار لیا ہے اور اب ان کی عید کا زمانہ آ گیا ہے، درختوں کے اندر بھی فاضل مادے ہوتے ہیں۔ درختوں کی صحت کے لئے ان کا خروج ضروری ہوتا ہے۔ وہ پتوں میں جمع ہو جاتے ہیں اور پتے ان سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ان کے روزے کے موسم کے اندر جب پتے جدا ہو گئے اب نیا زمانہ آیا۔ وقت آیا تو نئے پتے نکلے، بہار آ گئی، تازگی آئی تو بعینہٖ ڈاکٹر نے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں تو انسانیت کی بقا کے لئے اور انسان کی بہتری اور نشو و نما کے لئے بھی اس کو دیکھنا چاہئے کہ کچھ وقت وہ حالتِ روزہ میں گزارے اور یہ ہمارے دین کی حکمتیں ہیں کہ ہمیں رب ذوالجلال نے دہری اور بلکہ کئی لحاظ سے تہہ در تہہ فوائد عطا فرمائے ہیں۔

ایک طرف یہ حالت کہ جس میں سے ہم گزر رہے ہیں۔ اللہ خوش ہو رہا ہے کہ یہ میرے فرمانبردار بندے ہیں، یہ سرکش نہیں ہیں، باغی نہیں ہیں، کہ میں کہوں کہ تم نے نہیں کھانا اور یہ پھر چھپ کے کھا جائیں۔ اللہ خوش ہو رہا ہے، وہ ذوالعرش

Marfat.com

خوش ہے کہ انہوں نے میری بات مانی ہے اور میرے بندے میری اطاعت کر رہے ہیں اور دوسری طرف یہ فائدہ حاصل ہو رہا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایسا موقع دیا ہے اور طبی طور پر ہمیں وہ سہولت میسر آئی ہے کہ جس کی وجہ سے ہمارے بدن کی صلاحیتوں میں نکھار آنے کا زمانہ ہے۔

حکمت نمبر ۳

حقیقی زندگی کا جوبن

حقیقی زندگی بھی روزے سے ہے۔ حقیقی زندگی کیا ہے؟ حقیقی زندگی یہ ہے کہ بندے کا دل روشن ہو اور بندے کے دل میں اجالا ہو کیونکہ قرآن مجید میں زندگی چلنے پھرنے کا نام نہیں ہے۔ حقیقی زندگی یہ ہے کہ بندے کا دل چمک والا ہو۔

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب کبھی گردن جھکائی دیکھ لی

چودہ طبق دلے دے اندر تنبو ونگن تانے ہو

وہ انداز جو دل کا ہے کہ دل اتنا روشن ہو کہ لوح محفوظ کی تحریریں بھی اس سے پڑھی جا سکیں تو یہ دل کو روشنی روزے کی وجہ سے ملتی ہے۔ کیوں؟

اس واسطے کہ اگر چہ جو ہمارا روزہ ہے اس سے ہم اتنا کچھ حاصل نہیں کر سکتے لیکن خواص کا جو روزہ ہے، وہ یقیناً انہیں اس حقیقی زندگی کے آخری مرحلے تک لے جاتا ہے۔ یہ انسان کی طبیعت کا حصہ ہے کہ جس وقت بندے کا نفس پوری طرح سیر ہو جاتا ہے تو اس کے سارے اعضاء بھوکے ہو جاتے ہیں۔ اعضاء کی اپنی شہوت اور

Marfat.com

نفس کی اپنی شہوت ہے۔

نفس کی شہوت ہے کہ مجھے کھانے کو ملے اور اعضاء کی شہوت یعنی آنکھ کی شہوت یہ ہے کہ میں ناجائز دیکھوں، کان کی شہوت یہ ہے کہ میں ناجائز سنوں اور زبان کی شہوت یہ ہے کہ میں گندی باتیں کروں، ہاتھ کی شہوت یہ ہے کہ میں ناجائز جگہ پر لگوں اور قدم کی شہوت یہ ہے کہ میں حرام وادی کی طرف چل کے جاؤں۔

اب جس وقت بندے کا نفس سیر ہوگیا تو سارے اعضاء بھوکے ہو گئے۔ اب وہ مست ہے اس کی آنکھ چاہتی ہے میں اپنی بدکاری کرلوں، زبان چاہتی ہے میں اپنی بدکاری کرلوں، آنکھ چاہتی ہے میں اپنا گناہ کرلوں، ہاتھ چاہتے ہیں، ہم اپنا گناہ کرلیں اور قدم چاہتے ہیں ہم اپنا گناہ کرلیں۔

یہ ساری بیماریاں اس لئے پیدا ہوئیں کہ نفس مست ہوگیا ہے، نفس سیر ہوگیا ہے۔ نفس کھا کھا کے پوری طرح دھت ہوگیا ہے، اعضاء سارے بھوکے ہوگئے ہیں۔ لہٰذا ایک کشمکش بدن میں جاری ہوگئی اور ایک جنگ چھڑ گئی۔ انسان کی روحانیت کہتی ہے کہ اللہ کے دربار میں رہو، شیطانیت کہتی ہے کہ نکل کے باہر چلے جاؤ۔

لیکن اگر بندے کا نفس بھوکا ہو تو پھر کیا ہوتا ہے، سارے اعضاء سیر رہتے ہیں۔ نفس جب بھوکا ہوگا تو کان کو گناہ کرنے کا خیال نہیں ہوگا، آنکھ کو بھی گناہ کرنے کا خیال نہیں ہوگا، ہاتھ کو بھی بدکاری کا خیال نہیں ہوگا، قدم کو بھی بدکاری کا خیال نہیں ہوگا۔

تو پھر اچھا یہ ہے کہ ایک چیز کو بھوکا رکھا جائے تا کہ باقی ساری برائیوں سے

Marfat.com

بندہ محفوظ ہو جائے۔ تو اس کا با قاعدہ کورس جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں دیا گیا ہے وہ یہ روزہ ہے جس کی وجہ سے نفس کو بھوکا رکھا جاتا ہے۔ جب نفس کو بھوکا رکھا جاتا ہے تو سارے اعضاء اللہ کی رضا میں مست ہو جاتے ہیں۔ سارے اعضاء بدی سے دور رہتے ہیں اور برائی سے باز رہتے ہیں۔ نتیجہ کیا نکلتا ہے جس وقت ظاہری اعضاء پاک ہوتے ہیں تو اس کا اثر دل پر جا پڑتا ہے اور دل چمک والا ہو جاتا ہے۔

اب دیکھئے کہ یہ ایک قدرتی طریقہ کار ہے کہ یہ جو ہمارے اعضاء ہیں ان کا ایک اثر دل پہ ہوتا ہے۔ مثلاً کان نے غم والی خبر سنی لیکن اس سے بدن۔ سارا کمزور ہو گیا اور بندے کی طبیعت پریشان ہو گئی۔ اور اس کو دل کا دورہ پڑ گیا۔ اب سنا تو کان نے تھا لیکن دل کو ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ کان کی خبر کا دل پر اثر ہو گیا ہے۔ اگر ظاہری طور پر یہ اثر ہو سکتا ہے تو پھر جب کان کو گناہوں سے بچائیں گے تو پھر اس نور کا اثر بھی دل پر ہو گا۔ آنکھ کو جب بدکاری سے بچائیں گے تو پھر اس کا اثر دل پر پڑے گا اور جب سارے اعضاء بدی سے بچ جائیں گے تو دل نور نگر بن جائے گا اور یہ وہ حقیقی زندگی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عطا فرماتا ہے۔

لہٰذا تیسری حکمت یہ ہے کہ جس کی وجہ سے بندے کو ایک ایسی زندگی مل جاتی ہے کہ جس کی بنیاد پر وہ حقیقی طور پر زندہ ہوتا ہے چونکہ مومن کا باطن ظاہر کا ایک حوالہ ہوتا ہے اور ظاہر باطن کے لئے ایک حوالہ ہوتا ہے۔ جس کا باطن جتنا خالی ہوتا ہے۔ ظاہر اتنا ہی چمک والا ہوتا ہے اور یہ حکماء کے نزدیک مشہور ہے:

جب پیٹ لقمہ سے بھر جاتا ہے تو پھر ذہن حکمت سے خالی ہو جاتا ہے۔

اور جب پیٹ لقمہ سے خالی ہوتا ہے تو عقل حکمت سے بھر جاتی ہے۔

اس بنیاد پر یہ حقیقی تازگی روزے کے اندر ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اپنے نظام شریعت میں تجویز فرمائی ہے۔

حکمت نمبر 4 عقل کا مطالبہ

عقل کا بھی مطالبہ ہے کہ روزہ رکھا جائے۔ وہ کیسے؟

اگر انسان کا بس چلتا ہوتا تو یہ کبھی بھی کھانے پینے کے قریب نہ جاتا کیونکہ کھانے پینے کے اندر جو بالآخر ایک قباحت ہے اس قباحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندہ کبھی بھی کھانا پینا نہ کرتا، چھوڑ دیتا۔ اگر اس کی زندگی کھانے پینے کے بغیر چل سکتی ہوتی، اگر یہ کھائے پیئے بغیر زندگی گزار سکتا ہوتا تو کبھی بھی کھانا نہ کھاتا، پانی نہ پیتا، کیوں؟

جب وہ دیکھتا کہ جو میں کھاتا ہوں یہ بنتا کیا ہے اور جب بن جائے تو پھر اگر اندر رہے تو میں کیسے بچوں گا۔ اور اگر باہر اس کو نکالوں تو میری حالت اس وقت کیا ہوگی۔

اگر انسان کھائے پیئے بغیر بچ سکتا ہوتا تو عقلمند کھانے پینے کے قریب ہی نہ جاتا کہ میں جو کھاتا ہوں، پیتا ہوں وہ کتنی گندی چیز بنتی ہے اور اس کی کتنی بدبو آتی ہے اور میں خواہ مخواہ اپنے بدن کو بدبو کا مرکز بنالوں اور اپنے اندر ایسی بدبو کو اکٹھا کرلوں اور پھر جس وقت اس سے فارغ ہونا چاہتا ہے تو اس وقت اس کو اپنا بدن ننگا کرنا پڑتا ہے۔ ایسی تمام قباحتوں کا بندہ کبھی بھی اپنے آپ کو مرکز نہ بناتا، اگر اس کا بس چلتا ہوتا تو کبھی بھی یہ کھانے پینے کے قریب نہ جاتا کہ کھالوں گا، پی لوں گا، تو اس کا

Marfat.com

جو انجام ہے اس کو نبھانا بڑا مشکل ہے لیکن چونکہ بندہ آخر بندہ ہے تو اس کو کھانے پینے کی ضرورت ہے۔ ور یہ کھانا پینا بندے کے لئے جو رکھا گیا یہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دبایا گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا غلبہ ہے کیوں؟

اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا کہ انہی بندوں میں سے کچھ ایسے بگڑے ہوئے ہوں گے جو میرے مقابلے میں کہیں گے کہ ہم بھی خدا ہیں۔ ہم بھی رب ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر کھانا پینا لازم کیا تاکہ تم سے جس وقت یہ گندگی نکلے تو تمہیں پتہ چلے کہ رب ایسا نہیں ہوتا جس سے ایسی گندگی نکل رہی ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس واسطے قہراً بندے پر اپنی قدرت کو ظاہر کرنے کے لئے بندوں پر کھانا پینا لازم کر دیا۔

اب جو چیز ایسی صورتحال کے لئے ہے یقیناً اس میں بذات خود کوئی حسن نہیں ہے اس سے بچنے میں حسن ہے تو کھانے پینے سے اجتناب کا عقل بھی تقاضا کرتی ہے کہ اصل کمال نہ کھانا اور نہ پینا ہے، کھانا پینا تو ایک مجبوری کا نام ہے۔ تو اس واسطے بندے نے کچھ وقت ایسا جو گزارہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں وہ تحفہ میں مل گیا، تو عقل بھی خوش ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے تقاضے پورے کر دیئے ہیں۔

حکمت نمبر 5 فقراء کی حالت کا ادراک

اس روزے سے فقیر کی حالت کا ادراک ہوتا ہے۔ ویسے ہمیں جتنا بھی فقیر کا تعارف کرایا جائے کہ فقیر یہ ہے اور مسکین یہ ہے تو ہمیں پتہ نہیں چلے گا کہ فقر کیا ہوتا ہے؟ بھوک گھر میں ہو تو کیا ہوتا ہے؟ تین دنوں تک کھانا نہ ملے تو حالت کیا ہوتی ہے؟

ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ کبھی بھی اس شخص کو پیادہ کی مشکلات کا پتہ نہیں ہے جو

Marfat.com

سوار ہے اسے تب پتہ چلے گا، پیادہ کتنی مشکل میں ہے جب وہ خود پیدل چلے گا۔اور کبھی بھی کسی شخص کو جو اپنے گھر میں بیٹھا ہے یا اپنے محلے میں رہتا ہے اسے یہ نہیں پتہ چلے گا کہ پردیسی کو کیا مصیبتیں پیش آتی ہیں اور پردیسی بننا کتنا مشکل ہوتا ہے، جب وہ پردیسی بنے گا تو پھر اس کو پتہ چلے گا کہ پردیس میں جانا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ ایسے ہی تعارف کروانے سے پتہ نہیں چل رہا تھا کہ فقر کیا ہے، بھوک کیا ہے جب بندہ کچھ وقت کے لئے خود بھوکا رہا تو پھر اس کو شعور ملا ادراک آیا کہ فقر یہ ہوتا ہے۔

تو یہ روزے کی شان ہے کہ جس نے ہمیں فقراء کی حالت کے ادراک کا ایک لمحہ عطا فرمایا ہے کہ پہلے کسی کا ادراک کریں گے تو پھر کس پر رحم کر سکیں گے۔ پھر کسی کے ساتھ شفقت کر سکیں گے تو اللہ تعالیٰ نے روزہ فرض کر دیا کہ امراء رکھیں، فقراء رکھیں، سب رکھیں تا کہ امراء کو بھی پتہ چلے کہ بھوک کیا ہوتی ہے؟ پیاس کیا ہوتی ہے؟ گھر سب کچھ ہو اور ان کو یہ پریکٹس کروائی جائے پھر انکو فقراء کی مشکل کا پتہ چل جائے گا اور پھر دل سے جذبہ پیدا ہوگا کہ یارو ہم نے تو ایسی چند دن مشکلات کو دیکھا اور جو بے چارے ساری زندگی ایسے گزار رہے ہیں۔ان کا کیا ہوگا تو پھر ان کے ساتھ ہمدردی کا ایک جذبہ پیدا ہو جائے گا۔

حکمت نمبر 6 فقراء وغرباء کے ساتھ یکجہتی

روزے کی چھٹی حکمت یہ ہے کہ اس سے غرباء وفقراء کے ساتھ یکجہتی ہوتی ہے۔ بندہ یہ چاہتا ہے کہ میں ان صبر والے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کروں، ان کے ساتھ میں ہاتھ بٹاؤں اور ان کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجرو

Marfat.com

ثواب پالوں۔ یہ وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

هُوَ شَهْرُ الْمُوَاسَاتِ مشکوٰۃ: ۱۷۳

''یہ ہمدردی کا مہینہ ہے۔''

حضر بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف کے مشہور ولی ہیں۔ مجھے ان کے دربار پر حاضری کا بھی شرف حاصل ہوا۔ حضرت بشر حافی سردی کے موسم میں بیٹھے ہوئے کانپ رہے تھے اور سردی والے کپڑے پاس پڑے ہوئے تھے تو کسی نے کہا کہ سردی بھی ہے اور سردی والے کپڑے بھی تمہارے پاس موجود ہیں تو ان کپڑوں کو پہن لو، تم یونہی سردی سے کانپ رہے ہو۔ تو حضرت بشر حافی کہنے لگے:

يَا أَخِي الْفُقَرَاءُ كَثِيرٌ لَيْسَ لِي طَاقَةُ مُوَاسَاتِهِمْ بِالثِّيَابِ

مرقاۃ: ۲۳۹/۴

اے میرے بھائی! فقراء بہت ہیں مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ ان سب کو کپڑے دے کر ان کے ساتھ ہمدردی کرسکوں۔

مجھے پتہ ہے کہ میرے پاس کپڑے پڑے ہیں مگر میں اس لئے نہیں پہن رہا کہ فقراء بہت زیادہ ہیں۔ جن کے پاس اس وقت سردی میں کپڑے نہیں ہیں اور مجھ میں یہ طاقت نہیں۔ میں اس لحاظ سے ہمدردی ان کے ساتھ نہیں کرسکتا کہ سب کو کپڑے لے کر دے دوں تو میں اس لحاظ سے ہمدردی کر رہا ہوں کہ اگر انہوں نے نہیں پہنے تو میں بھی نہیں پہنوں گا۔ میں نے اپنے کپڑے قریب اس لئے رکھے ہوئے ہیں اور خود کانپ رہا ہوں۔

تو یہ اس موسم کے اندر مواساۃ ہے۔ اگرچہ کتنا بڑا مالدار ہے، ہزار کھانے

Marfat.com

بھی دن میں کھا سکتا ہے لیکن اس نے بھی روزہ رکھا ہوا ہے کیونکہ یہ مہینہ اللہ نے مسلمانوں پر لازم کر دیا کہ تم پورا مہینہ فقراء کے ساتھ یکجہتی میں گزارو۔ یہ پورا مہینہ فقراء کے ساتھ یکجہتی کا مہینہ ہے۔ اگر تم نہیں کھاتے تو ہم بھی نہیں کھاتے اگرچہ مخصوص انداز ہوگا شرائط ہوں گی لیکن حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان فقراء کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے کہ دیکھو میں نے امراء کو بھی اس وصف میں تمہارے ساتھ شریک کر دیا ہے۔

حکمت نمبر 7 محاسن اخلاق کا گلشن

روزہ محاسن اخلاق کا گلشن ہے۔ روزے میں انسان کو اچھے اخلاق حاصل کرنے کا ایک وقت ملتا ہے اور یہ بھی ایک طویل حکمت کا سلسلہ ہے۔ اختصار سے کچھ اس طرح ہے۔ ابھی جب رمضان المبارک کا دن نہیں تھا تو آپ دن کے وقت کھاتے پیتے تھے، حرام نہیں تھا۔ آج دن کے وقت کھانا پینا حرام ہو گیا تو یہ کھانا پینا جو کل جائز تھا اس وقت حرام نہیں تھا اب حرام ہو گیا تو پتہ چلا کہ روزے کا اہتمام ہے کہ کچھ کام جو جائز تھے اب روزے کی وجہ سے ناجائز ہو گئے ہیں۔

لیکن کچھ کام ایسے ہیں جو روزے سے پہلے بھی ناجائز تھے تو اب وہ بطریق اولیٰ ناجائز ہوں گے۔ جب رمضان نہیں آیا تھا تو دن کو کھانا کھانا تو جائز تھا مگر فراڈ کرنا تو جائز نہیں تھا۔ تو کیا پتہ چلا کہ اس وقت روزے کے اہتمام کے پیش نظر ہمارے لئے بھوک کو لازم قرار دے دیا گیا۔ پیاس کو لازم کر دیا گیا تا کہ جب یہ صورتیں آئیں تو دل نرم ہو اور دل کی بنجر زمین زرخیز بن جائے اور اس میں پھر اچھے

Marfat.com

اچھے پھول کھلیں۔ اس میں صدق وصفا ہو، شرم وحیاء ہو، عدل وانصاف ہو اور مختلف چیزیں اس کے اندر پیدا ہو جائیں۔

لہٰذا روزے نے بندے کو اخلاق حسنہ کے لئے ایک بہترین موقع عطا کر دیا ہے کہ جس کو اچھی اچھی صفتیں اپنے اندر پیدا کرنی ہیں تو روزے نے اس کو ایک direction دے دی ہے۔ اب دیکھو انسان چھت پہ چڑھنا چاہتا ہو تو وہ سیڑھی پہ چڑھتا ہے اور سیڑھی پہ تو چڑھے مگر چھت پہ نہ بیٹھے تو اس کو بے وقوف سمجھا جاتا ہے۔

ایسے ہی بھوک اور پیاس چھت پر جانے کی سیڑھی ہے۔ چھت تقویٰ و پرہیز گاری ہے۔ اچھے اوصاف ہیں۔ لہٰذا روزہ تب روزہ بنتا ہے کہ جس وقت مقصد کو پایا جاتا ہے اور اس تقویٰ کی چھت تک انسان پہنچ جاتا ہے تو اس بنیاد پر جب اس کے ادب کے پیش نظر پہلے جائز کام بھی ناجائز ہو گئے تو جو پہلے ہی ناجائز تھے ان سے بچنا تو بہت زیادہ لازم ہو گیا۔ جس وقت انسان ان ساری چیزوں سے بچے گا تو مہینہ گزرنے کے ساتھ اچھے اخلاق کا گلشن بھی پیدا ہو چکا ہوگا۔

حکمت نمبر 8: روزہ Decipline کی عملی شکل ہے

روزہ Decipline کی ایک عملی شکل ہے کہ کھانا وقت معین پر لازم کر دیا گیا۔ اور وقت معین پر نہ کھانا لازم کیا گیا اور پھر وقت معین پر کھانا لازم کر دیا گیا۔ اور اگر اس وقت تاخیر کرتا ہے تو مکروہ ہو جاتا ہے کہ جب اتنی تاخیر کرے گا ستارے نکل آئیں اور جب روزہ رکھنے کا وقت ختم ہو گیا تھا اب اگر اس وقت کھاتا ہے تو روزہ ہوتا ہی نہیں ہے تو یہ روزہ انسان کو نظم وضبط اور نظام کی پابندی کا سبق دیتا ہے

Marfat.com

بندے کو کھانے پینے کی زیادہ چاہت ہے اور ایسی چیزوں کے ساتھ بندے کی رغبت زیادہ ہے لیکن بندہ بڑی بھوک لگنے کے باوجود اللہ کے روکنے کی وجہ سے کھانے سے رکا ہوا ہے اور ادھر اگر چہ جی نہ کر رہا ہو پھر بھی افطار کے وقت کھانا لازم کر دیا گیا ہے تو یہ روزہ ایک انسان حاکم و محکوم کے سامنے عملی طور پر ایک اطاعت پیش کرتا ہے اور ڈسپلن پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روزے کی شکل میں ہمیں ڈسپلن قائم کرنے کا ایک درس عطا فرمایا ہے۔

حکمت نمبر 9: انداز فرضیت میں حکمتیں اور شفقتیں

روزے کی فرضیت کا جو انداز ہے اس میں بڑی حکمتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ساری زندگی کا روزہ لازم نہیں کیا اور ساری زندگی کیا سارے سال کا بھی لازم نہیں کیا بلکہ ہر سال میں ایک مہینہ لازم کیا، ایک مہینہ کیسا اس میں بھی دن رات مسلسل روزہ نہیں بلکہ صرف دن کو روزہ ہمارے لئے لازم کیا۔

اب اللہ تعالیٰ کی اس میں جو شفقتیں ہیں اور جو ہمارے لئے حکمتیں ہیں، ان کو ملاحظہ کیجئے:

1۔ دن کے وقت روزہ فرض کرنے کی حکمت

روزہ دن کو ہے رات کو نہیں کیونکہ اگر بندہ غروب آفتاب سے پہلے کھالے اور سو جائے تو صبح تک اس کو کوئی حاجت نہیں ہے، چونکہ وہ سونے کا وقت ہے۔ وہ کام کا وقت نہیں ہے جبکہ کام میں بھوک ہوتی ہے، کام میں پیاس ہوتی ہے تو پھر یہ ہوتا کہ محض عادت پوری ہوتی، عبادت پوری نہ ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے عادت و عبادت میں

Marfat.com

فرق رکھا، عبادت تب بنتی ہے۔ جب اپوزیشن ہو اور پھر بھی بندہ اس کو دبائے۔ بھوک بھی لگے، پیاس بھی لگے، لیکن پھر بھی بندہ اس کو دبا کے رکھے تو روزہ بن جائے گا۔ اگر ساری رات ویسے عادت کے مطابق سویا رہتا ہے تو پھر حکمت پوری نہ ہوتی۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے دن کے اندر ہمارے لئے روزہ کو لازم قرار دیا۔

2- دوسری شفقت

دوسری وجہ اور حکمت یہ ہے کہ دن کو روزہ لازم کیا اور پھر مزید اس میں اللہ کی شفقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رخصت دے دی کہ اگر تم سفر پہ ہو، لمبی مسافت ہے، ساڑھے ستاون میل تم جانا چاہتے ہو۔ 92 کلومیٹر کا سفر ہے تو اگر تم مشقت سمجھتے ہو تو رخصت ہے اور ایسے ہی بیماری ہے تو اس میں بھی رخصت ہے۔

اب دیکھئے رخصت میں پھر آگے شفقت کیا ہے کہ اگر انسان نے عذر کی وجہ سے روزہ کی چھٹی کی تھی، وہ دن چودہ گھنٹے کا تھا اور پھر جس وقت اس نے قضا کی ہے وہ دن بارہ گھنٹے کا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ لازم نہیں کیا کہ جتنا لمبا دن تم نے ناغہ کیا تھا اتنا لمبا دن تم روزہ رکھو تو پھر روزہ پورا ہوگا اگر چھوٹا دن آگیا ہے۔ اس میں روزہ رکھے گا تو قضا پوری ہو جائے گی۔ ایسے ہی جس دن اس نے بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا تھا، وہ بڑا گرم دن تھا۔ جب اس کی قضا کرتا ہے بڑا سرد دن ہے تو اللہ نے اس میں بھی شفقت رکھی ہے کہ تم اس میں بھی قضا کرو گے تو تمہیں ثواب عطا فرما دیا جائے گا۔

3- تیسری شفقت

اس واسطے جو اس روزے کی فرضیت کا Pattern ہے اس میں بڑی شفقت

ہے اب دیکھو ایسا کوئی آمر دلاسا دیتا ہے کہ حکم دے اور ساتھ پیار بھی دے، فرمایا:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

البقرہ: ۱۸۳

''اے ایمان والے تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔''

وہ ہمیں direct فرما دیتا:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

''تم پر روزہ فرض ہے۔''

نہ یہ کہتا اے مومنو تم پر یوں فرض کیا گیا جس طرح پہلوں پر فرض کیا گیا اور نہ یہ فرماتا کہ تمہیں فائدہ یہ ہوگا۔ صرف یہ کہتا کہ تم پر روزہ فرض ہے۔ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم انکار کرتے ہم ضرور رکھتے لیکن اب اس کا پیار کتنا ہے اس نے پہلے تو ہمیں اپنے نام سے بلایا:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اَلْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ (الحشر: ۲۳)

مومن اللہ کا اپنا نام ہے اور اس نے ہمیں روزے کا حکم دینے سے پہلے اپنے نام سے پکارا اور پھر فرمایا، روزہ جو میں نے تم پہ لازم کیا ہے، اس سے تم گھبرانہ جانا، کیوں؟

فرمایا:

Marfat.com

کما کتب علی الذین من قبلکم

یہ تو سوچو کہ یہ روزہ تم سے پہلے کس کس نے رکھا..............اب عام طور پر لوگ یہ کہہ دیتے ہیں:

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

جس طرح پہلی قوموں پر فرض کیا گیا تھا۔ امتوں پر فرض کیا گیا تھا لیکن جب یہ تصور کیا جائے، جیسے پہلے انبیاء پر فرض کیا گیا تھا اور پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا تو پھر یہ تڑپ پیدا ہوگی کہ جب اللہ نے انبیاء کو یہ شان دی ہے تو ہم اس معاملے میں پیچھے کیوں رہ جائیں؟ وہ روزہ رکھ کے اللہ کے قرب میں پہنچ جائیں اور ہم اس سے خالی رہ جائیں؟ تو اس سے ایک تڑپ پیدا ہوگی کہ ہم سے جو نچلی امتیں ہیں وہ تو روزہ رکھیں لیکن ہم نہ رکھیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ ایک شوق دلا دیا اور پھر ساتھ اللہ تعالیٰ نے حوصلہ بھی دیا۔

تم یہ نہ سمجھنا کہ جو یہ کام کرے وہ تو مر جاتا ہے اور ہم کیسے روزہ رکھ سکیں گے۔ اللہ فرماتا ہے پہلے بھی لوگ رکھتے رہے ہیں اور تم سے پہلی قوموں نے بھی یہ کام کیا ہے۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جو تم سے ہو نہ سکے تو اللہ تعالیٰ نے

كَمَا كُتِبَ

سے ایک مزید شفقت کا اظہار فرمادیا، حکم بھی دیا ہے، ساتھ دلاسہ بھی دیا ہے اور ساتھ اس کے انعام کا اعلان بھی فرمادیا ہے۔

4- چوتھی شفقت

Marfat.com

اَیَّاماً مَعْدُوْدَۃً

اس میں بھی ایک شفقت ہے۔ فرمایا چند دن ہی تو ہیں یہ نہیں فرمایا کہ پورا مہینہ ہے۔ اب اس سے بندے ڈر جائیں۔ پورا مہینہ تمہیں روزہ رکھنا پڑے گا۔ فرمایا

اَیَّاماً مَعْدُوْدَۃً

یہ چند دن ہی تو ہیں جن میں تم نے روزے رکھنے ہیں تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی شفقت کا مزید اظہار فرما دیا۔

5- پانچویں شفقت

اللہ تعالیٰ نے روزے میں ایک اعتکاف والی فضیلت بنا دی۔ مطلب کیا تھا کہ روزے دار ضیف اللہ ہوتا ہے۔ روزہ دار اللہ کا مہمان ہوتا ہے تو جو اللہ کا مہمان ہو وہ اللہ کے گھر میں رہتا ہے۔ لہٰذا وہ اعتکاف والی جو صورت تھی اس کو ساتھ attach کر دیا گیا۔ یہ اللہ کے جب مہمان ہیں تو ان میں سے کچھ ضرور اللہ کے گھر میں رہیں۔

6- چھٹی شفقت

روزے میں پھر اللہ تعالیٰ نے صدقہ فطر بنا دیا۔ کس طرح کہ جیسے نماز میں بھول ہو جائے تو اس کے لئے سجدہ سہو ہوتا ہے تو آخر بندہ روزہ رکھ کے اس کی زبان سے کوئی لفظ نکل جاتا ہے کبھی کوئی لغویات ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے صدقہ فطر کو سجدہ سہو بنا دیا ہے کہ جس وقت صدقہ فطر ادا کر دیا جائے گا تو محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

زَکٰوۃُ الْفِطْرِ طُھْرُ الصِّیَامِ (مشکوٰۃ: ۱۶۰)

صدقہ فطر روزوں کی پاکیزگی ہے۔

جب روزے دار کا روزہ پراگندہ ہو جائے اس پر غبار پڑ جائے، تو جب وہ صدقہ فطر دیتا ہے تو روزہ دھل جاتا ہے، روزہ ستھرا ہو جاتا ہے۔

7- ساتویں شفقت

اللہ تعالیٰ کی بندوں پر ساتویں شفقت یہ ہے کہ جہاں ساری عبادات میں نیت کا پہلے ہونا ضروری ہے لیکن روزہ کے لئے پہلے نیت کرنا شرط نہیں ہے۔ اگر کوئی بندہ سو گیا تھا، اس کو پتہ نہیں چلا کہ طلوع صبح صادق ہو گئی ہے، پھر کھائے پیئے بغیر زوال سے پہلے وہ نیت کرے تو اس کے سارے دن کا روزہ ہو جائے گا لیکن نماز پڑھنے کے لئے نیت پہلے ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ آدھی رکعت پڑھ کر پھر نیت کرلو، اس طرح نماز نہیں ہوگی۔

یہ روزے کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرض کیا کہ کچھ وقت اگرچہ نیت کے بغیر گزر گیا ہے، بعد میں نیت کرلو گے تو سارے دن کا روزہ ہو جائے گا۔

8- آٹھویں شفقت

روزے کی فرضیت میں اللہ تعالیٰ کی بندوں پر آٹھویں شفقت یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں بھول کر کھا لو گے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا بلکہ برقرار رہے گا۔ جبکہ نماز میں اگر تم بھول کے بھی بات کرو گے تو نماز ٹوٹ جائے، نماز نہیں رہے گی لیکن بھول کر اگر روزے میں کھاؤ گے تو روزہ برقرار رہے گا۔

یہ روزے کی چند حکمتیں تھیں اور آخر میں صوفیاء کے نزدیک جو روزہ کی تعریف ہے، اس کو بیان کرتے ہیں:

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ عرائس البیان میں روزے کی تعریف کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ:

ہمارے صوفیاء کے نزدیک روزہ کیا ہے۔ چونکہ عمومی طور پر صوفیاء کہتے ہیں:

اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَلَنَا فِیْہِ صَوْمٌ

''ساری دنیا ایک دن ہے اور یہ ایک دن ہمارے لئے روزے کا دن ہے۔''

ابن عربی کہتے ہیں:

اَنْ تَصُوْمُوا عَنْ مَالُوْفَاتِ الطَّبِیْعَۃِ

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کا مطلب یہ ہے:

کہ جو طبیعت کی پسندیدہ چیزیں ہیں جن کی طرف بندوں کو الفت ہے اور جن کی طرف بندہ مالوف ہے ان مانوس چیزوں کو چھوڑ دو تو کیا ہوگا۔

لِکَیْ تَخَلَّصُوْا عَنْ رِجْسِ الْبَشَرِیَّۃِ

''جب ساری مانوس چیزیں چھوڑو گے تو بشریت کی گندگی سے تم محفوظ ہو جاؤ گے۔''

پھر کیا ہوگا:

تَصِلُوْا مَقَامَ الْاَمْنِ وَالْقُرْبَۃِ

''تو تمہیں اللہ کے دربار میں ایک اہم مرتبہ حاصل ہو جائے گا۔''

لہٰذا صوفیاء کا روزہ عام روزہ سے بہت زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ

ان کے نزدیک اگر بندہ یہ خیال کرلے کہ آج افطار کس سے کروں گا تو وہ سمجھتے ہیں کہ روزے کا فائدہ ہی ختم ہوگیا۔ ایک منٹ بھی یہ خیال کیوں آیا کہ افطار کس سے کروں گا۔ تو یہ جتنی انسان کوششیں کرتا ہے اسی کے لحاظ سے اس کو مرتبہ ملتا جاتا ہے۔

میری دعا ہے رب ذوالجلال روزے کی ان تمام حکمتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنا روزہ مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

Marfat.com

سوالات و جوابات

☆ حالت روزہ میں احتلام ہو جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: حالت روزہ میں احتلام کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ غسل بندے کو کرنا چاہئے اور پھر بندگی میں مصروف ہونا چاہئے۔ صرف غرارے ہیں حلق کے، ان ۔ ے اجتناب کرے اور جس وقت روزہ افطار کرے۔ اس وقت وہ غرارے یا اس نیت سے پانی کے گھونٹ حلق سے نیچے اتار دے۔ اس کو طہارت مل جائے گی۔

☆ روزے کی حالت میں پٹھوں میں ٹیکا لگوا سکتے ہیں کہ نہیں؟

جواب: حالت روزہ میں اصل ہم نے اس کی جو حکمت عملی بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ بندے کے اندر ایک کمزوری پیدا ہو اور اس کی شہوتیں دم توڑ جائیں اور اس کو ایک تجلی حاصل ہو اور اگر کوئی بندہ ٹیکے لگوا لگوا کے پھر وہی صورت حال اپنی برقرار رکھتا ہے، اس کے نفس میں کمزوری نہیں آتی اور کسر شہوت نہیں ہوتی یعنی شہوت نہیں ٹوٹتی تو پھر فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ نہایت مجبوری کی حالت میں عذر کی شکل میں اس کے لئے جائز ہے کہ وہ پٹھوں میں گوشت میں ٹیکا لگوا سکتا ہے اور رگ کے ٹیکے سے مکمل اجتناب کرنا چاہئے۔ اور جو پٹھوں میں لگوانے کی صورت یہ ہے کہ انتہائی مجبوری کی حالت میں ہے ورنہ افطار کے بعد کوئی لگوائے تو یہ زیادہ اچھا ہے۔

☆ روزے کی حالت میں اگر بیماری ہو نکسیر کی تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: روزے کی حالت میں نکسیر آنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، اس کا

Marfat.com

روزہ بحال رہے گا۔

☆ حاملہ عورت نے اگر روزہ رکھا ہے تو وضع حمل کے وقت ٹیکہ لگوانے، دوائی کھانے اور آپریشن کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی حالت جو ہے اگر اس کے علاوہ کوئی دوسری بیماری بھی ہو تو اس میں روزہ افطار کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ جان جانے کا خطرہ ہو عورت پر جب ولادت کا وقت آجائے تو ایسی صورت میں یہ ہے کہ اس کا روزہ ویسے ہی نفاس کی وجہ سے برقرار نہیں رہ سکے گا۔ اس پر اس کی قضاء لازم ہوگی۔ ادویات کا بھی استعمال کرنا اس کے لئے درست ہے۔

☆ غیبت سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حقیقت اس کی باقی نہیں رہتی۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ غیبت سے روزہ یوں ٹوٹ جاتا ہے کہ اب اس کا روزہ ختم ہو گیا اور اس پر قضاء یا کفارہ لازم آجائے جو حدیث شریف میں منع کیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حقیقت روزہ یعنی کامل روزہ نہیں رہتا لیکن ڈھانچہ روزے کا برقرار رہتا ہے اور فرضیت ادا ہو جاتی ہے مگر بندۂ مومن کو اس حالت کے اندر کہ جب اس نے روزہ رکھا ہوا تو ایسی صورت میں اس کو غیبت سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ گزشتہ سال ہم نے بیان کیا تھا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عورتوں کو حکم دیا کہ یہ دونوں قے کریں تو ان کے اندر سے گوشت کے ٹکڑے باہر نکلے، فرمایا:

Marfat.com

انہوں نے حلال رزق کھا کے روزہ رکھا تھا اور غیبت کر کے اپنے بھائیوں کا گوشت کھا کھا کے یہ ان کا حال ہو گیا تو اس واسطے غیبت سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہئے۔

☆ یا الٰہی کرم فرما مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرم کیجئے خدا کے واسطے

کیا یہ دعا کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب: تو دعائیہ اشعار میں سے یہ شعر جائز ہے کہ جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے یہ دعا کی جارہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا یہ حدیث شریف میں موجود ہے۔ صحابہ کرام علیھم الرضوان اس پر قائم رہے اور یہ قرآن پاک کی اس آیت کا حصہ ہے جس میں یہ فرمایا گیا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء: ۶۴)

اور یہ جو دوسرا اس کا مصرع ہے جس میں ہے کہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرم کیجئے خدا کے واسطے

اب خدا کے واسطے کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کو کسی چیز کی ضرورت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کی رضا کے حصول کے لئے کہ تم ہم پہ کرم کرو گے۔ اللہ کی رضا کے لئے جس طرح منگتا مانگتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ کے لئے مجھے یہ دے دو، اللہ کے لئے ایک روپیہ، اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ایک روپے کی اللہ کو ضرورت ہے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا کے لئے مجھے ایک روپیہ دے دو۔

Marfat.com

تو ایسے ہی اس میں خدا کے واسطے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے یارسول اللہ ﷺ آپ ہم پر کرم کیجئے۔ نبی ﷺ کا کرم کرسکنا یہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ حضرت زید بن حارثہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ (الاحزاب: ۳۷)

اللہ نے بھی ان پر انعام کیا ہے اور اے نبی ﷺ آپ نے بھی ان پر انعام کیا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید سے یہ ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَغْنَاھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ (التوبہ: ۷۴)

"ان کو غنی کر دیا اللہ تعالیٰ نے اور ان کو غنی کر دیا اللہ کے رسول ﷺ نے، اپنے مشترکہ فضل کے ساتھ۔"

☆ حالت روزہ میں ٹیسٹ کروانے کے لئے خون نکلوا سکتے ہیں یا نہیں؟ (سائل انڈیا سے)

جواب: یہ مسئلہ ہم حجامت پر یعنی سنگی لگوانے پر قیاس کر سکتے ہیں۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ حالت روزہ میں ایک شخص نے سنگی لگوائی جو پرانا طب کا ایک طریقہ تھا کہ رگ سے وہ خون چوس کے باہر نکالا جاتا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرما دیا:

اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ (ترمذی شریف: ح: ۷۷۴)

"جس نے سنگی لگائی ہے اس کا روزہ ٹوٹ گیا اور جس نے لگوائی ہے اس کا بھی ٹوٹ گیا۔"

مطلب یہ تھا کہ وہ ساتھ ساتھ غیبت کر رہے تھے اور اس میں محدثین نے کہا

Marfat.com

کہ سنگی لگانا، لگوانا کوئی ایسا عمل نہیں ہے کہ جس سے روزہ ٹوٹے۔ چونکہ روزہ ٹوٹتا ہے کہ دوا یا غذا سے کوئی

چیز بندے کے دماغ میں اس کے شکم میں داخل ہو جائے۔ وہ عادی راستہ ہو یا غیر عادی راستہ ہو تو اس سے کوئی چیز اس کے شکم میں داخل نہیں ہوئی نہ دماغ میں پہنچی ہے تو صرف یہ ہے کہ خطرہ ہے کہ اگر خون زیادہ نکل گیا تو کمزور ہو جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ روزہ توڑنے کی نوبت آجائے۔

تو اس بنیاد پر ٹیسٹ کے لئے اتنا اگر کوئی مریض کمزور ہے کہ جس سے اتنا خون مطلوب ہے ٹیسٹ والوں کو کہ جس کی وجہ سے اس بندے کے بے ہوش ہو جانے کا خطرہ ہے اور اس کے روزہ کے افطار کی نوبت کا خطرہ ہے تو پھر حالتِ روزہ میں اس کو ٹیسٹ کے لئے خون نہیں دینا چاہئے اور اگر ایسا نہیں تو خون دیا جا سکتا ہے۔

اور جو نفس مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ ٹیسٹ کے لئے جب خون لیا جائیگا تو روزہ اس سے نہیں ٹوٹے گا۔ آگے ایک امر عارض ہے کہ اگر اس کی صحت ایسی ہے کہ اس کے بیہوش ہو جانے کا خطرہ ہو، خون دیکھنے کی وجہ سے یا خون نکلنے کی وجہ سے، کیونکہ کچھ بندے خون نکلتا دیکھیں تو بے ہوش ہو جاتے ہیں تو ایسی صورت حال کہ اس کے منہ میں پانی ڈالنا پڑ جائے اور روزہ اس کا تڑوانا لازم آجائے تو ایسی صورت میں احتیاط کرنی چاہئے۔

☆ حالت روزہ میں علاج کے لئے یا ویسے بھاپ لے

Marfat.com

سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: حالت روزہ میں بھاپ لینا درست نہیں ہے۔ اس سے روزے کے ٹوٹ جانے کا خطرہ ہے۔ صرف وہ صورتیں کہ جن پر مجبوری ہے۔ مثال کے طور پر کوئی آٹے کی مشین پر مزدور ہے اور آٹے کا غبار اڑ رہا ہے یا ویسے بارش ہو رہی ہے اور چل رہا ہے تو کچھ بالکل معمولی قطرے ہوتا ہے۔ ناک کے ذریعے یا ویسے اندر چلے جائیں تو یہ صورتیں عذر کی ہیں۔ ویسے عملاً اور ارادے کے ساتھ جس طرح سگریٹ جائز نہیں ہے، حقہ جائز نہیں ہے۔ ایسے ہی بھاپ لینا بھی جائز نہیں ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ آتا ہے تو ہر سمت نیکی کا موسم چھا جاتا ہے۔ تقویٰ و پرہیزگاری کے مناظر بکثرت نظر آنے لگتے ہیں۔ وجد و سرور کی مہکتی ہواؤں سے چمنستان قلب و نظر ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔ ابر رحمت کی بوندا باندی سے عصیاں اور غفلت کا غبار دھلتا نظر آتا ہے۔ شہر صیام کا پورا ماحول مختلف قسم کے اعمال خیر سے جگمگا اٹھتا ہے۔ نماز پنجگانہ اور روزہ کے جلو میں کہیں ذوق تسبیح ہوتا ہے تو کہیں شوق تلاوت' کہیں درود و سلام ہوتا ہے تو کہیں شوق قیام' کہیں نفلی عبادات ہوتی ہیں تو کہیں صدقہ و خیرات لیکن اس ایوان بندگی میں نماز تراویح کا کچھ اپنا ہی کیف و سرور ہوتا ہے۔

تراویح:

قیام رمضان کا دوسرا نام تراویح ہے۔ یہ ترویحہ کی جمع ہے۔ امام محمد بن احمد البابرتی متوفی ۷۸۶ھ قیام رمضان کو تراویح کہنے کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ﴿الترویحه اسم لکل اربع رکعات فانها فی الاصل ایصال الراحه وهی الجلسه ثم سمیت اربع رکعات فی اخرها الترویحه﴾
(العنایہ علیٰ حاشی الفتح' ۱/۴۰۶' مکتبہ حقانیہ پشاور' الکفایہ فی ذیل الفتح ۱/۴۰۷' مکتبہ حقانیہ پشاور)

ترویحہ (نماز تراویح میں سے) ہر چار رکعت کو کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ترویحہ کہتے ہیں راحت پہنچانے کو اور وہ بیٹھنا ہے (وقفہ کرنا اور استراحت کرنا) پھر جن چار رکعتوں کے بعد یہ وقفہ کیا جاتا ہے' انہیں ترویحہ کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

یہ ایک ترویحہ ہے اور اس کی جمع تراویح ہے۔

نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو: ﴿عن ابی هریره ان رسول الله ﷺ قال من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه﴾

(بخاری' ۱/ ۲۶۹' طبع میرٹھ' ۱/ ۱۶' ۳/ ۵۸ طبع دار الفکر' بیروت مسلم' ۱/ ۲۵۹' طبع وزارت تعلیم' ترمذی' ۸۰۸۰' مصطفیٰ حلبی' سنن ابی داؤد ۱۳۷۱ طبعہ مرقمہ' مسند امام احمد' ۲/ ۲۸۱' ۴۰۸' ۴۲۳' ۴۷۳' ۴۸۶' ۵۲۹' دار الفکر' بیروت' السنن الکبریٰ البیہقی' ۲' ۴۹۲' ۴۹۳' دار صادر بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے رمضان شریف کا قیام (نماز تراویح) ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کیا اس کے پہلے تمام گناہ بخش دیے گئے۔

سرور کائنات ﷺ کی نماز تراویح:

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز تراویح ادا کی مگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق آپ سے تراویح کی جماعت صرف تین دن تک ثابت ہے۔ پھر آپ نے یہ فرماتے ہوئے کہ مجھے خوف ہے کہ تم پر فرض نہ کردی جائے' جماعت ترک کردی۔ جیسا کہ بخاری شریف' ۱/ ۲۶۹ (طبع میرٹھ) مسلم شریف' ۱/ ۲۵۹' میں ہے۔ اسی طرح نماز تراویح بغیر جماعت کے پڑھی جاتی رہی:

﴿عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر﴾

(مصنف ابن ابی شیبہ' ۲/ ۳۹۴' ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ' کراچی)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں ۲۰ رکعت نماز تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

مسلم شریف میں ہے:

﴿فتوفی رسول الله ﷺ والامر علی ذلک ثم کان الامر علی ذلک فی خلافه ابی بکر وصدرا من خلافه عمر علیٰ ذلک﴾

(بخاری ۱/۲۶۹، مطبوعہ میرٹھ، مسلم ۱/۲۵۹، طبعہ وزارت تعلیم، بیہقی ۲/۴۹۲، بیروت)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور تراویح کا مسئلہ ایسے ہی تھا (یعنی بغیر جماعت کے پڑھی جاتی تھی) پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کے شروع شروع میں بھی یہی عمل تھا۔

۲۰ رکعت نماز تراویح پر صحابہ رضی اللہ عنہ کا اتفاق:

﴿عن عروة بن زبیر عن عبدالرحمن بن عبدالقاری انه قال خرجت مع عمر ابن الخطاب لیلة فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسه ویصلی الرجل فیصلی بصلوته الرهط فقال عمر انی اریٰ لو جمعت هولاء قاری واحد لکان افضل ثم عزم فجمعهم علیٰ اُبی بن کعب قال ثم خرجت معه لیلة اخری والناس یصلون بِصلوةِ قارئهم فقال عمر نعمت البدعة هذه﴾ (بخاری ۱/۲۶۹، مؤطا امام مالک ۹۷، مطبوعہ محمد کراچی)

حضرت عروہ بن زبیر حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت کرتے ہیں

Marfat.com

کہ میں رمضان شریف کی ایک رات کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مسجد کی طرف نکلا تو لوگ کئی گروہوں میں بٹے ہوئے یوں علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے تھے کہ کوئی تو اکیلا نماز پڑھ رہا تھا اور کسی کے پیچھے چند لوگ اقتداء کیے ہوئے تھے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرا خیال ہے انہیں اگر میں ایک قاری کی اقتداء میں جمع کردوں تو بہت افضل ہوگا۔ پھر آپ نے پختہ ارادہ کرلیا۔ پس سب لوگوں کو حضرت ابی بن کعب کی اقتداء میں جمع کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں پھر ایک رات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ نکلا۔ لوگ اپنے ایک امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ بہت اچھا نیا کام ہے۔

اس طرح ایک امام کی اقتداء میں روزانہ باجماعت نماز تراویح مکمل رمضان شریف کے مہینے میں شروع ہوئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بیس رکعت نماز تراویح پر ہی جمع فرمایا۔ دلائل ملاحظہ ہوں:

۱: ﴿عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی رمضان بثلاث وعشرین رکعۃ﴾

(مؤطا امام مالک ۹۸، طبع میر محمد کتب خانہ کراچی؛ السنن الکبریٰ للبیہقی، ۲/۴۹۶، دار صادر بیروت)

حضرت یزید بن رومان سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں لوگ رمضان شریف میں بیس رکعت نماز تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

۲: ﴿عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علیٰ عھد عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی شھر رمضان بعشرین رکعۃ﴾

(السنن الکبریٰ للبیہقی، ۲، ۴۹۴)

Marfat.com

حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے۔انہوں نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں لوگ رمضان المبارک میں بیس رکعات نماز تراویح پڑھا کرتے تھے۔

بیہقی میں اسی مقام پر عہد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی بیس رکعت تراویح کا ذکر ہے۔

۳: ﴿عن یحیٰی بن سعید ان عمر بن الخطاب امر رجلا یصلی بھم عشرین رکعه﴾ (مصنف ابن ابی شیبہ' ۲' ۳۹۳' ادارالقرآن کراچی)

حضرت یحیٰی بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائے۔

۴: ﴿عن ابی عبدالرحمن سلمی عن علی قال دعا القرآء فی رمضان فامر منھم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعة و کان علی یوتر بھم﴾ (بیہقی' ۲/۴۹۶)

حضرت عبدالرحمٰن سلمی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے رمضان شریف میں قراء کو بلایا۔پس ان میں سے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

۵: ﴿عن ابی الحسنا ان علیا امر رجلا یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعه﴾ (مصنف ابن ابی شیبہ' ۲/۳۹۳)

Marfat.com

حضرت ابوالحسنا سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائے۔

مسلمانو! یہ دلائل آپ کے سامنے ہیں جو نہایت اختصار سے پیش کیے گئے۔

کیا آج کا کوئی شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنت کا بڑا محافظ ہو سکتا ہے؟

کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر آج کوئی راہ سنت سے زیادہ واقف ہو سکتا ہے؟

کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہ نسبت آج کوئی سنت کو زیادہ قریبی ذرائع سے حاصل کر سکتا ہے؟

نہیں اور یقیناً نہیں۔ اور پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعت پر جمع کیا تو کسی ایک صحابی نے بھی آپ سے اختلاف نہیں کیا۔ بلکہ سب نے ۲۰ رکعت پر اتفاق کیا۔ کیا تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے طریقے کو اختیار کر سکتے تھے؟ نہیں ہرگز ایسا نہیں۔ تو پھر ثابت ہوا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک بیس رکعت نماز تراویح ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی ورنہ کوئی تو کہتا کہ آٹھ رکعت ہونی چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تعامل اور اجماع سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما والی مرفوع حدیث جو شروع میں بیان کی گئی' کا مضمون بھی مزید تقویت یافتہ ہوا۔

Marfat.com

۲۰ رکعت تراویح دوہری سنت ہے:

یہ سید عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی سنت ہے اور خلفاء راشدین کی بھی۔ جیسا کہ دلائل میں گزر چکا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ہم پر خلفاء راشدین کی سنت بھی لازم ہے۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ﴿**علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین وعضوا علیها باالنواجذ**﴾

(ترمذی، ۲۶۷۶، مطبوعہ مصطفیٰ حلبی، السنن الکبریٰ للبیہقی، ۱۰/۱۱۴، المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۸/۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، طبع عراق، تلخیص الحبیر، ۴/۱۹۰، مطبوعہ المکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل، التمہید، ۸/۶۶، المکتبہ القدوسیہ لاہور)

تم پر میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے جو کہ ہدایت یافتہ ہیں اور اسے اپنی داڑھوں کے نیچے خوب دباؤ یعنی مضبوطی سے پکڑے رکھو۔

جس ہیئت میں اب نماز تراویح روزانہ باجماعت پورے رمضان المبارک میں رائج ہے، یہ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہی ثابت ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف تین دن جماعت کرائی تھی اور خلفاء راشدین تو بیس رکعت تراویح ہی پڑھتے پڑھاتے رہے ہیں اور بیس کو ہی اپنے آقا ومولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سمجھتے تھے۔ لہٰذا ہمارے لیے بھی بیس پڑھنا ضروری ہے۔

ایک نہایت کمزور استدلال:

آٹھ رکعت کے قائلین کا سارا مدار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے

Marfat.com

ان الفاظ پر ہے: ﴿ما کان رسول الله ﷺ یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرہ رکعه﴾

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ سے زائد نہیں کرتے تھے۔

یہاں سے وہ آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ استدلال تو تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ بلکہ اس کی یہاں کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اس لیے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہاں ایسی نماز کا ذکر فرما رہی ہیں۔ جو رمضان شریف میں بھی پڑھی جاتی ہے اور غیر رمضان میں بھی' اور تراویح تو صرف رمضان ہی میں پڑھی جاتی ہے۔

چنانچہ یہاں تراویح کا تو سرے سے ذکر ہی نہیں۔ بلکہ تہجد کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعت تہجد پڑھتے تھے اور تین وتر۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان وغیرہ (۱۵۴/۱، مطبع ہاشمی میرٹھ) میں بھی ذکر کیا ہے کہ یہاں سے وہ نماز مراد ہے جو رمضان اور اس کے علاوہ بھی آپ ﷺ پڑھتے تھے۔ ویسے بھی یہ بات قابل غور ہے کہ تہجد والی یہ روایات تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علم میں تھیں۔ اگر ان میں نماز تراویح کا ذکر ہوتا تو وہ ضرور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے یا بعد میں کسی خلیفہ راشد کے سامنے بیس رکعت کے مقابلے میں یہ پیش کرتے۔ مگر ہرگز ایسا کبھی نہیں ہوا۔

Marfat.com

بھائیو بات یہ ہے کہ!

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تبع تابعین آئمہ مجتہدین اور شرق وغرب میں مسلمان ہمیشہ بیس رکعت نماز تراویح ہی پڑھتے رہے ہیں۔ دیکھئے: ﴿عن عطا قال ادرکت الناس وھم یصلون ثلاثہ وعشرین رکعہ بالوتر﴾

(مصنف ابن ابی شیبہ، ۳۹۳/۲)

حضرت عطا (تابعی) سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح اور تین وتر ہی پڑھتے پایا ہے۔

حرمین شریفین میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر آج تک ۲۰ رکعت ہی پڑھی جاتی ہیں۔ دیگر تمام بلاد اسلامیہ میں بھی یہی معمول رہا ہے۔ ابن تیمیہ نے بھی اسے علماء کی اکثریت کا مذہب قرار دیا ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ، ۱۱۲/۲۳، طبع جدید)

مدینہ منورہ کی عدالت عالیہ کے جج اور مسجد نبوی شریف کے مدرس عطیہ محمد سالم نے مسجد نبوی شریف میں نماز تراویح کے مختلف ادوار وعہود اور دیگر تفصیلات پر ایک کتاب ترتیب دی جس کا نام ہے:

﴿التراویح اکثر من الف عام فی مسجد النبوی صلی اللہ علیہ وسلم﴾ مسجد نبوی شریف میں ایک ہزار سال سے زائد عرصہ کے دوران تراویح۔

اس میں کسی ایک رمضان شریف میں بھی آٹھ کا ذکر نہیں ملتا۔

ابھی چند سال پہلے ریاض دارالافتاء سعودی عرب کے ریسرچ سکالر شیخ اسماعیل بن محمد انصاری نے بیس رکعت تراویح کی حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے لیے البانی

Marfat.com

کے رد میں ﴿تصحیح حدیث صلوة التراویح عشرین رکعه والرد علی الالبانی فی تضعیفه﴾ لکھی ہے۔

آٹھ رکعت تراویح کی کل عمر ۱۲۹ برس ہے:

۱۲۹۰ھ تک پوری امت مسلمہ میں سے رمضان شریف میں روزانہ باجماعت ۸ رکعت نماز تراویح کسی فرد واحد کا بھی مذہب نہیں تھا۔ کیونکہ جب مولوی محمد حسین بٹالوی نے پہلی بار آٹھ رکعت نماز تراویح کا فتویٰ دیا تو یہ ایک ایسی بے بنیاد نئی بات تھی کہ احناف تو احناف رہے، غیر مقلد بھی اسے ہضم نہ کر سکے۔ چنانچہ قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ کے ایک غیر مقلد عالم دین نے جو غیر مقلدین کے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی کا شاگرد تھا، آٹھ رکعت کے رد میں اور بیس رکعت کے ثبوت میں قلم اٹھایا اور فارسی زبان، جو اس وقت عام سمجھی جاتی تھی، میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام رسالہ تراویح رکھا۔

یہ رسالہ ۱۲۹۰ھ میں تحریر ہوا جیسا کہ اس کے پہلے صفحہ میں "درایں اوان" ۱۲۹۰ ہجرت والی عبارت سے واضح ہے اور ۱۲۹۱ھ میں مطبع محمدی لاہور نے اسے شائع کیا۔ مولوی غلام رسول کی تحریر سے ثابت ہے کہ آٹھ رکعت تراویح کا آغاز ۱۲۹۰ھ میں ہوا۔

اس رسالہ میں مولوی غلام رسول نے محمد حسین بٹالوی کی خوب خبر لی اور جمہور امت کے موقف کے خلاف اس نظریے کو جنم دینے پر اس کو غالی قرار دیا۔ کیونکہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے فتویٰ میں جو اس نے آٹھ تراویح کے اثبات میں لکھا تھا، کہا تھا کہ بیس رکعت بدعت اور خلاف سنت ہیں۔ ایسی ناقابل برداشت جسارت پر

Marfat.com

مولوی غلام رسول نے لکھا:

﴿فعل صحابه وتابعین و آئمه اربعه وفعل سواد اعظم مسلمین شرقا غربا از عهد فاروق تااین وقت همه بیست (۲۰) میخوانند بخلاف این مفتی غالی که بدعت ومخالف سنت میگوید وراه افراط می پوید﴾ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تابعین آئمہ اربعہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر آج تک مشرق ومغرب میں مسلمانوں کے سواد اعظم (جمہور) کا یہ عمل ہے کہ تیئیس رکعتیں (وتروں سمیت) ہی پڑھتے رہے ہیں۔ بخلاف اس غالی مفتی (محمد حسین بٹالوی) کے کہ وہ اس کو بدعت اور مخالف سنت کہتا ہے اور افراط کے راستے پر دوڑتا ہے۔

وہ بات کس کے اعلان اول پر غیر مقلد عالم دین بھی چیخ اٹھا' نہ جانے کن وجوہات کی بنا پر آہستہ آہستہ وہ غیر مقلدین میں سرایت کر گئی اور آج ۱۲۹ سال بعد ان کے مذہب کا طرہ امتیاز ٹھہری۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے ۱۲۹۰ھ میں ۸ رکعت نماز تراویح کے اثبات میں جو رسالہ لکھا تھا' اس میں اس نے موطا امام مالک کی ۲۰ رکعت نماز تراویح والی حدیث کی سند پر اعتراض کیا۔ مولوی غلام رسول نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا!

"ولی الله دهلوی در حجه الله البالغه میفرمائید باتفاق اهل حدیث جمیع احادیث موطا صحیح است منقطع ومرسل در موطا نیست . فالطبقة الاولیٰ منحصره باالاستفتاء فی ثلاثه کتب الموطا

وصحیح البخاری وصحیح مسلم قال الشافعی اصح الکتب بعد کتاب اللہ موطا مالک واتفق اهل الحدیث علی ان جمیع مافیه صحیح علی رای مالک ومن وافقه واما علی رای غیر فلیس فیه مرسل ولا منقطع الا قدا تصل السند به من طرق اُخری فلا جرم انها صحیحه من هذا لوجه وقد صنف فی زمان مالک موطات کثیره فی تخریج احادیثه ووصل منقطعه مثل کتاب ابن ابی زنب وابن عینیه والشوری ومعمر والشوری ومعمر وغیر هم ممن یشارک مالکافی الشیوخ انتهیٰ عباره الحجه عزیز انصاف مفتی راباید دید که حضرت شاه ولی الله دهلوی من نویسد که باتفاق اهل حدیث موطا صحیح است ومنقطع ومرسل درو نیست .

(رسالہ التراویح، ص:۴۱، تا ۴۳، ناشر انجمن اسلامیہ گکھڑ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ تمام اہل حدیث کے اتفاق سے موطا کی ساری احادیث صحیح ہیں ۔ موطا امام مالک میں کوئی حدیث بھی منقطع یا مرسل نہیں ہے۔ پس غور وخوض کے بعد پہلا طبقہ تین کتابوں میں منحصر ہے۔ (موطا، صحیح بخاری، اور صحیح مسلم)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد سب کتابوں میں سے صحیح ترین موطا امام مالک ہے اور اہل حدیث نے اس بات پر اتفاق کیا کہ موطا میں جو کچھ ہے وہ حضرت امام مالک اور ان سے اتفاق کرنے والے حضرات کی رائے کے مطابق صحیح ہے۔

Marfat.com

ان کے علاوہ جو لوگ ہیں ان کے نزدیک بھی موطا میں کوئی ایسی مرسل اور منقطع روایت نہیں ہے۔ جس کا دوسرے طریقوں سے اتصال ثابت نہ ہو چکا ہو۔ چنانچہ اس لحاظ سے بھی یقیناً موطا کی تمام روایات صحیح ہیں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں بہت سی کتابیں موطا کے نام پر تصنیف روایات کی گئیں۔ جن میں موطا کی احادیث کی تخریج کی گئی اور اس کی منقطع روایات کی متصل سندیں بیان کی گئیں۔ جیسے ابن ابی ذئب سفیان بن عیینہ سفیان ثوری اور معمر رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی کتابیں ہیں۔ یہ سارے حضرت امام مالک کے ساتھ اساتذہ میں شریک ہیں۔ حجۃ اللہ البالغہ کی عبارت ختم ہوگئی۔

عزیزم: بنظر انصاف مفتی (محمد حسین بٹالوی) کو دیکھو کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب تو لکھتے ہیں کہ اہل حدیث کے اتفاق سے موطا صحیح ہے اور اس میں کوئی منقطع اور مرسل نہیں ہے۔

اگرچہ کئی طرق سے سند پر بحث کی جاسکتی ہے۔ لیکن بندہ نے انہیں کے ایک عالم دین سے انہیں کہلوانا مناسب سمجھا ہے۔

بندہ ناچیز احقاق حق کے لیے یہ مختصر سی تحریر نذرِ ناظرین کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اسے امت کے سواد اعظم کے لیے مفید بنائے اور راہ اختلاف پہ چلنے والوں کو ٹھنڈے دل سے ان دلائل پر غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)

۵ شعبان ۱۴۱۹ھ ۲۵ نومبر ۱۹۹۸ء

بانی ادارہ صراطِ مستقیم پاکستان مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

کا اہم اور اچھوتے موضوعات پر لٹریچر

- فہم دین اوّل تا پنجم — سیٹ 1300 روپے
- غائبانہ جنازہ جائز نہیں — 220 روپے
- مفہوم قرآن بدلنے کی واردات — 160 روپے
- محاسن اخلاق — 120 روپے
- عید النبی ﷺ کی دھوم — 50 روپے
- ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں — 50 روپے
- میرے لئے اللہ کافی ہے — 40 روپے
- حق چار یار — 40 روپے
- جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ کرام — 40 روپے
- فکر آخرت — 40 روپے
- ہاں ہم سنی ہیں — 40 روپے
- سرکار غوث اعظم اور آپکا آستانہ — 40 روپے
- ایک نومسلم کے سوالات کے جوابات — 40 روپے
- شانِ رسالت سمجھنے کا ایمانی طریق — 40 روپے
- توحید و شرک — 40 روپے
- احقاق حق — 40 روپے
- تحفظ ناموسِ رسالت ایک فرض ایک قرض — 40 روپے
- چٹا گانگ میں چند روز — 30 روپے
- تحفظ حدود اللہ اور ترمیمی بل — 30 روپے
- ایصال ثواب اور گیارہویں شریف کی شرعی حیثیت — 30 روپے
- فقہ حنفی سنت نبوی کے آئینے میں — 30 روپے
- دختران اسلام کے لیے آئیڈل کردار — 30 روپے
- جادو کی مذمت — 20 روپے
- اصلاح اور اس کا اجر — 20 روپے
- نورانیت مصطفیٰ ﷺ کا انکار کیوں — 20 روپے

- شانِ ولائیت قرآن وحدیث کی روشنی میں — 20 روپے
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علمی ذوق — 20 روپے
- امام اعظم رضی اللہ عنہ بحیثیت بانی فقہ — 20 روپے
- محبت ولی کی شرعی حیثیت — 20 روپے
- صلوٰۃ وسلام پر اعتراض آخر کیوں — 20 روپے
- فقہ حنفی پر چند اعتراضات کے جوابات — 20 روپے
- ربط ملت اور اہلسنت کی ذمہ داریاں — 20 روپے
- خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام — 20 روپے
- فحش گانوں کا عذاب — 20 روپے
- رسول اللہ ﷺ کی نماز — 20 روپے
- ترک تقلید کی تباہ کاریاں — 20 روپے
- اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور اُن کا حل — 20 روپے
- صراط مستقیم کی روشنی — 20 روپے
- مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے — 20 روپے
- رسول اللہ ﷺ بحیثیت مبشر — 20 روپے
- منصب نبوت اور عقیدہ مومن — 20 روپے
- محبت الٰہی اور اسکی چاشنی — 20 روپے
- فہم زکوٰۃ — 20 روپے
- حل مشکلات اور عقیدہ صحابہ — 20 روپے
- توحید باری تعالیٰ — 20 روپے
- قربانی صرف تین دن جائز ہے معہ قربانی کے جانور — 20 روپے
- روزہ کے اسرار و رموز مع تراویح بیس رکعت سنت ہے — 40 روپے
- اِنما انا بشر مثلکم — 40 روپے
- تربیت اولاد — 30 روپے
- رنج والم سے نجات کا راستہ — 40 روپے
- مسئلہ حاضر وناظر — 40 روپے

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ
5-6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
042-37115771-2, 0321-9407699

Designed by: 0321-4761150

Marfat.com